



جلد: 45 ۲۷ ربیع الثانی تا ۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ — 28 فروری تا 6 مارچ 2014ء شماره: 9

## احادیث مبارکہ



قرآن کریم کی سنہری کرنیں!

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خليفة رسول  
يارغفار ومزار!

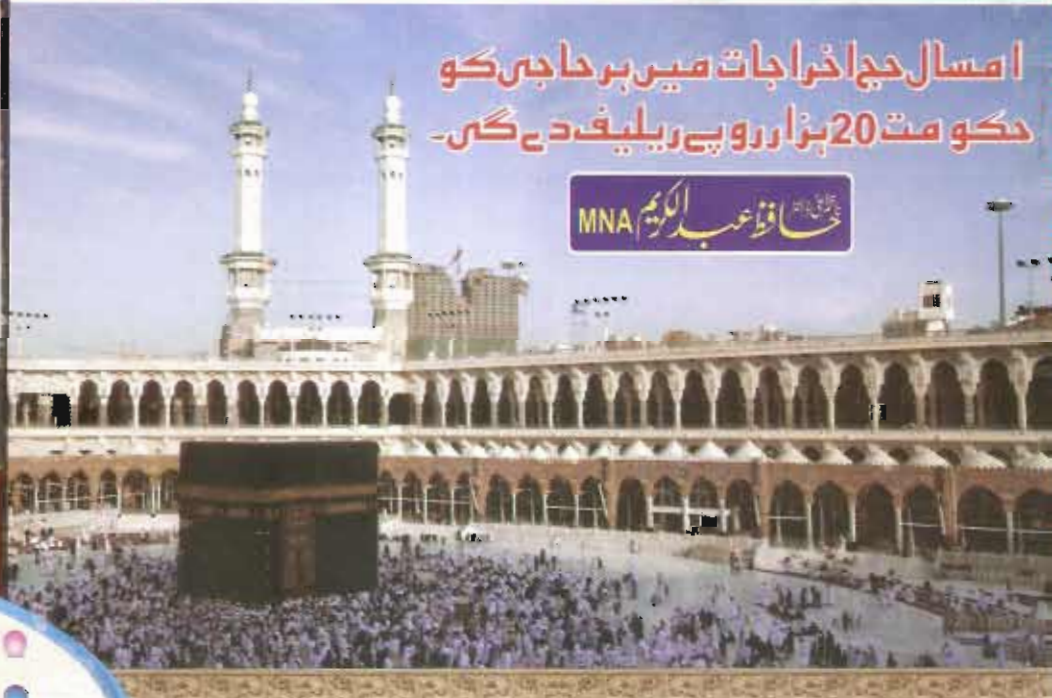


## حج پالیسی 2014ء



## عقیقہ

احکام و مسائل ایک نظر میں!



امسال حج اخراجات میر ہرجا جس کو  
حکو مت 20 ہزار روپے ریلیف دے گی۔

منا عبد الکریم



- نشر و اشاعت پر زکوٰۃ فتنہ خرچ کرنا.....؟؟
- قرض کی عدم ادائیگی.....؟؟
- ایک مسئلہ وراثت.....؟؟



پیر عبدالحسن لدھیانوی

حافظ عبد اللہ

## درس حدیث

## وضو کے فرائض اور سنتیں

عن امی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال (( لا یقبل اللہ صلاۃ احدکم ادا احدت حتی یتوضا )) رواہ الشیخان وابوداؤد والترمذی

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی بے وضو ہو جائے تو اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ وضو کر لے۔“ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اور مسنون وضو ہی نماز کی قبولیت کا سبب بنتا ہے۔ مسنون وضو کے چھ (۶) فرائض اور سترہ (۱۷) سنتیں ہیں جن کا ہر وضو کرنے والے کو خیال رکھنا چاہیے۔ اگر فرائض میں کوتاہی ہوئی تو وضو ناقص ہوگا اور گناہوں کا کفارہ بھی نہیں بن سکے گا۔ وضو کے ۶ فرائض درج ذیل ہیں: ① وضو کرنے سے پہلے نیت کرنا، اللہ کی رضا کے لئے وضو کرنے کا ارادہ کرنا، یہ صرف دل کا فعل ہے زبان سے نیت کا کوئی تعلق نہیں، نیت کے لئے کسی قسم کے الفاظ ادا کرنا غیر شرعی ہے۔ (۲) چہرے کو ایک مرتبہ دھونا، چہرہ دھونے کا مطلب ہے کہ چہرے پر پانی بہایا جائے۔ چہرے کا حدود اربعہ پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے گردن تک اور دائیں کان کی لو سے بائیں کان کی لو تک ہے، اس حصے کو ایک مرتبہ دھونا فرض ہے۔ (۳) ہاتھوں کو کہنیوں تک یعنی کہنیوں سمیت دھونا ہے، مرفق اس جوڑو کو کہتے ہیں جو کندھے اور کلائی کے درمیان ہے لہذا کہنی سمیت بازو کو دھویا جائے۔ (۴) سر کا مسح کرنا، مسح کا معنی گیلے ہاتھ سے چھونا ہے۔ آپ ﷺ نے پورے سر کا مسح بھی فرمایا۔ جیسے کہ عبد اللہ بن زید کی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا، آگے سے شروع کر کے سر کے پیچھے تک لے گئے۔ سر کے اگلے حصے سے شروع ہوئے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو گدی تک لے گئے پھر وہاں سے اپنے ہاتھوں کو لوٹا کر اسی مقام تک لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔ حضور ﷺ نے عمامہ پر بھی مسح کیا، حضرت عمرو بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عمامہ مبارک پر اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے پہلے پیشانی کے بالوں پر مسح کیا پھر اپنے ہاتھوں سے عمامہ کو تھوڑا سا اوپر کر کے بقیہ مسح پکڑی پر کیا۔ اگر کوئی شخص سر پر مسح کرنے کے بجائے ان بالوں پر کرے جو لمبا ہونے کی وجہ سے نیچے لٹک رہے ہوں تو یہ مسح نہیں ہوگا۔ (۵) پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا، یہ عمل آپ ﷺ سے تو اتر کے ساتھ ثابت ہے۔ لہذا ٹخنوں کو دھونا وضو کا حصہ ہے، ایڑیاں بھی خشک نہیں ہونی چاہئیں۔ اوپر بیان کردہ فرائض سورۃ امدہ کی آیت سے ثابت ہوتے ہیں۔ (۶) ترتیب، اللہ تعالیٰ نے سورۃ امدہ کی آیت میں ترتیب بیان کر دی ہے، اگر کوئی اس ترتیب کا خیال نہیں رکھے گا تو وضو ناقص ہوگا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ ترتیب کا خیال رکھا ہے۔ (جاری)

## درس قرآن

## دعوت و تبلیغ کا اسلوب

﴿يَا بَنِي إِسْرَٰئِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِيْ أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِنِّي فَارْهَبُونَ﴾ (البقرة: ۴۰)

”اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور میرے عہد کو پورا کرو، میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا اور مجھ ہی سے ڈرو۔“

اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے دعوت و تبلیغ کا ایک خوبصورت اور پُر اثر اسلوب بیان فرمایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بہت ہی خوبصورت پیرائے میں بنی اسرائیل کو نبی اکرم ﷺ کی اتباع کا حکم دیا کہ دیکھو! اے بنی اسرائیل! تم میرے محبوب اور برگزیدہ بندے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہو اور میں نے تم میں بہت نبی، رسول اور بادشاہ بنائے۔ تمہیں فرعون اور آل فرعون سے نجات دی، تمہارے لئے پتھروں سے پانی کے چشمے نکالے اور تمہارے لئے من و سلوئی اتارا اور تمہاری خواہش پر تمہارے لئے زمین سے ترکاریاں اور سبزیاں اگائیں، اس لئے تم میرے حکم کی عدولی اور سیرے پیارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار نہ کرو، کیونکہ یہ تم کو زب نہیں دیتا، تم بہت ہی اچھے اور نیک باپ کی اولاد ہو اور میرے تم پر بہت احسانات و انعامات بھی ہیں، اس لئے تم انعامات پر شکریہ کے طور پر نبی ﷺ کی اتباع و اطاعت کرو۔ لیکن یہ اس قوم کی بدقسمتی تھی کہ اتنے اچھے اور پُر اثر انداز کو بھی نظر انداز کر دیا اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لائے، باوجود اس کے کہ دشمن لوگوں نے آپ ﷺ کے صادق و امین ہونے کی گواہی دی بلکہ اپنی امانتیں وہ آپ ﷺ کے پاس ہی رکھتے تھے۔

یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ اس نے ایک ہی بات مختلف اسالیب و انداز میں بیان کی ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی رہے۔ کہیں ترغیب و ترہیب سے بات سمجھائی تو کہیں پہلی قوموں پر انعامات اور عذاب کا ذکر کر کے بات بیان فرمائی تاکہ ان سے ہم بعد میں آنے والے سبق حاصل کر سکیں۔ اس لئے ایک داعی کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید کے اسلوب دعوت کو استعمال کرے اور دعوت سب سے پہلے اپنے آپ کو دینی چاہیے کہ میں مسلمان ہوں، بہترین امت کا فرد ہوں، اس لئے میری زندگی میں اسلام نظر آنا چاہیے۔ میرے اندر دھوکہ، فراڈ، فریب، دغا، حسد و بغض وغیرہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ مجھے خیر الناس من ینفع الناس کا کردار ادا کرنا چاہیے اور ہمیشہ دوسرے تمام لوگوں کا فائدہ سوچنا چاہیے اور ان کو فائدہ پہنچانے کی پوری سعی اور کوشش کرنی چاہیے۔ آمین!

## ثقافت کے نام پر

وطن عزیز میں آئے روز قص و سرود، بھنگڑا اور خٹک ڈانس وغیرہ کی تقریبات برپا ہوتی رہتی ہیں۔ ہمارے وزراء، عوامی نمائندے اور اعلیٰ افسران ان تقریبات کو رونق بخشتے ہیں۔ ستم کی بات ہے کہ ان خرب الاخلاق امور کو ثقافت کا نام دیا جاتا ہے اور انہیں اپنے کلچر کا حصہ قرار دیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا اسلامی تعلیمات کے ساتھ کوئی تصادم نہیں۔ اہل علم نے ثقافت سے متعلق کہا ہے کہ یہ نام ہے ایک طرز فکر، تخلیقی روایت اور طرز معاشرت کا، جس میں زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ، راست بازی، نگاہ کی بلندی اور کردار کی پاکیزگی قرار پاتی ہے۔ ثقافت اور کلچر کی تعریف میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ زندگی کی روحانی، فکری، مذہبی اور اخلاقی قدروں کی مجسم تصویر کا نام ہے۔ سچائی، خیر محض اور انصاف اسی کلچر کی کریمیں ہیں۔ آئیے ذرا جائزہ لیں کہ اسلامی ثقافت کیا ہے اور موجودہ پاکستانی ثقافت کا اسلام سے کیا تعلق ہے؟ درحقیقت ثقافت ایک ایسی اصطلاح ہے جو ایک قوم کے پورے طرز زندگی کی نمائندہ ہوتی ہے، جس میں اس کے خارجی مظاہرات بھی شامل ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے جو تصور اس قدر جامع اور وسیع ہو، اس کو قوم کے مذہبی عقائد سے کسی طرح بھی علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ مسلمان جو عالمگیر دین، اسلام کے ماننے والے اور اس کے پیروکار ہیں، ان کا وطن پوری دنیا ہے۔ اس لئے دوسری قوموں کے کلچر کی طرح اسلامی ثقافت ملکی آب و ہوا سے زیادہ متاثر نہیں ہوتی اور نہ وہ جغرافیائی حدود میں محدود ہوتی ہے بلکہ اس کی روح اور روایات بھی عالمگیر ہیں۔ چنانچہ برصغیر کے ایک محقق نے لکھا ہے کہ مسلم کلچر کی روح وہ قوی روایات ہیں جو عہد رسالت، عہد خلفائے راشدین، عہد صحابہ، عہد تابعین اور عہد تبع تابعین کی یادگار ہیں۔ معاشرت، ثقافت کا بڑا جزو ہے۔ یہاں بھی مسلم کلچر ایک امتیازی شان رکھتا ہے جس معیاری معاشرت پر اسلامی ثقافت کی بنیاد ہے وہ کتاب و سنت میں منضبط ہے۔ قانون کا اثر بھی کلچر پر پڑتا ہے اور قانون بھی کلچر سے متاثر ہو کر بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے عموماً یہ کلچر کے بنیادی اجزاء میں سے نہیں۔ مسلم ثقافت کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ دیگر اقوام اپنا قانون خود بناتی ہیں مگر اسلامی قانون رب العزت کا بنایا ہوا ہے جو ناقابل تغیر ہے۔ اس لئے اسلامی قانون مسلم کلچر کے بنیادی اجزاء میں سے ہے۔ زبان و ادب بھی کلچر کے اہم اجزاء میں سے ہیں۔ اسی لئے ایک ملک کا کلچر دوسرے ملک کے کلچر سے ممتاز ہوتا ہے۔ مسلم اقوام کے کلچر پر زبان کا اثر اتنا وسیع تو نہیں مگر اس سے زیادہ عمیق ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ثقافت کے تمام سرچشمے کتاب و سنت سے پھوٹتے ہیں اور صحیح اسلامی زندگی ہی اسلامی ثقافت کا نشان امتیاز ہے۔

حقیقی بات یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور بالذات ایک مکمل ثقافت ہے۔ قص و سرود، تصویر کشی، مجسمہ کشی، مجسمہ سازی، گندھارا اور مہنڈو ڈانڈو آرٹ وغیرہ کا اسلامی ثقافت سے کوئی تعلق نہیں۔ ٹیکسلا اور مہنڈو ڈانڈو کے کھنڈرات ایسے آثار قدیمہ ہمارے لئے سامان عبرت ہیں کہ جن قوموں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کی، کامیابی و کامرانی نے ان کے قدم چومے اور جنہوں نے اس کے احکامات سے روگردانی کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں نیست و نابود کر دیا۔ بڑے بڑے حکمران جن کی عظمت و جلال کے کبھی ڈنکے بجا کرتے تھے، آج ان کھنڈرات میں دفن ہو چکے ہیں۔ کسی زمانے میں یہ محل اور عمارتیں چہل پہل، رونق و شدادابی اور رعب و دبدبے کا مرکز ہوا کرتی تھیں لیکن آج وہ کھنڈرات میں تبدیل ہو کر دنیا کو درس عبرت دے رہی ہیں۔

مذکورہ سطور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر قوم کی ثقافت ایک مخصوص اور منفرد مزاج کی حامل ہوتی ہے اور اس قوم کے بنیادی تصورات اور عقائد پر اس کا انحصار ہوتا ہے۔ دنیا کی کوئی باوقار اور زندہ قوم اپنی ثقافت کے تحفظ سے غافل نہیں رہ سکتی۔ کسی قوم کی ثقافت کا کسی دوسری قوم کی ثقافت میں گم ہو جانا دراصل اس قوم کی موت کا اعلان ہے۔ اسلامی ثقافت کی بنیاد خدا پر ایمان، اخلاق کی پاکیزگی، اسلام کی بالادستی، رضائے الہی کا حصول اور جواب دہی کے احساس پر استوار ہے۔ اسلامی ثقافت ایک پاکیزہ و مستدل اور دینی نظریات سے ہم آہنگ ثقافت ہے۔ اس لئے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اسلام کی بنیادی قدروں پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ آج اگر ہمیں اقوام عالم

مدیر اعلیٰ  
بشیر انصاری  
ایم اے

مجلس  
ادارت

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری  
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد  
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن وحدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام ومسائل
- 6 افواہوں اور بے سرو پا خبروں کے نقصانات
- 9 مسلم خواتین کی غلطیاں
- 10 حدیث و سنت کی اہمیت
- 12 حقیقت..... احکام ومسائل
- 14 دمشق سے واپس نہری یادیں
- 17 امام نبوی ﷺ
- 18 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- 20 تاریخ اہل حدیث..... ایک حرمت انجیز کاوش
- 23 طب وصحت
- 26 اخبار الجماعہ

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایم ایف کے نام  
اور تیلی گرامز کے نام کی جائے

بہفت روزہ ”اہل حدیث“

چوک اہل حدیث (المعرف بنی چوک)

106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37725525 / 042-37720257  
email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

- سالانہ ..... 500/- روپے  
ششماہی ..... 300/- روپے  
بذریعہ دی ..... 535/- روپے  
بیرہ ممالک سے ..... 5500/- روپے  
فی پرچہ ..... 15/- روپے

بشیر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”اسٹریٹجی ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔



میں ایک باوقار قوم کی طرح زندہ رہنا ہے تو اسلامی ثقافت کو ہی دل و جان سے اپنانا ہوگا اور غیر اسلامی ثقافت کو یہاں سے دیس نکالا دینا ہوگا۔ آخر میں ہم حکمرانوں سے مطالبہ کریں گے کہ وہ ایسی ثقافتی سرگرمیوں پر یکسر پابندی عائد کر دیں جو فحاشی و عریانی پھیلانے کا سبب بنتی ہوں۔ پھر ٹی وی اور چینلز کے قلوب کو بھی درست کرنا ہوگا۔ ان پر جو فحش قسم کے اشتہارات چلائے جا رہے ہیں وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام پر بدنما داغ ہیں۔ کیا ہر اشتہار کے ساتھ نیم عریاں عورت کی تصویر ضروری ہے؟ تاجر حضرات کو بھی غور و فکر کرنا چاہیے کہ وہ اشیاء کو گراں اور عورت کو ارزاں نہ کریں۔

### دہشت گردی کے باوجود مذاکرات کے دروازے بند نہیں ہونے چاہئیں۔ سینیٹر پروفیسر ساجد میر

لاہور:- وفاق المدارس السلفیہ پاکستان نے قرار دیا ہے کہ دہشت گردی کے واقعات کے باوجود مذاکرات کے دروازے بند نہیں ہونے چاہئیں۔ ڈیڈ لاک ٹیک شلون نہیں، آپریشن سے ملک میں تباہی آئے گی۔ ایف سی اہلکاروں کا قتل قابل مذمت ہے تاہم ہر کارروائی کو طالبان کی طرف منسوب کرنے سے پہلے تحقیق ضروری ہے، کیونکہ بعض قوتیں مذاکرات کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہیں۔ حکومت اور طالبان ملک و قوم پر رحم کھائیں اور جنگ بندی کا اعلان کریں۔ حکومت اور طالبان کے درمیان مذاکرات کی کامیابی قیام امن اور ملکی سلامتی کے لیے ناگزیر ہو چکی ہے۔ جامعہ سلفیہ میں منعقدہ وفاق المدارس السلفیہ کے اجلاس کی صدارت سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کی۔ جس میں ملک بھر سے مدارس السلفیہ کے شیوخ الحدیث اور مہتمم حضرات کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ پروفیسر ساجد میر نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نہ تو طالبان کی طرف سے دہشت گردی کی کارروائیاں درست ہیں اور نہ ہی حکومت کی طرف سے کسی بھی قسم کا آپریشن ٹھیک ہے۔ دونوں کو جنگ بندی یقینی بنانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ خطے میں پائیدار قیام امن کے لیے امریکی دنیو افواج کا انخلاء ضروری ہو گیا ہے۔ وفاق المدارس السلفیہ مذاکراتی عمل کے دوران علماء کے بڑھتے ہوئے افوا کے واقعات کی شدید مذمت کرتا ہے اس وجہ سے مذہبی حلقوں میں اضطراب بڑھ رہا ہے۔ دریں اثناء انہوں نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے کارکنوں کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ قیام امن کا واحد حل مذاکرات ہی ہیں اور اگر مذاکرات کامیاب نہ ہوں تو آپریشن سے بھی مسئلہ حل ہوتا نظر نہیں آ رہا۔

### امسال حج اخراجات میں فی حاجی کو حکومت (۲۰) ہزار روپے ریلیف دے گی۔

رمضان المبارک سے پہلے حجاج کرام کو رہائش گاہیں آلات کردی جائیں گی، چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم

لاہور، 13 فروری 2014ء:- مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ اور چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم MNA نے کہا ہے کہ امسال حج اخراجات میں فی حاجی کو حکومت 20 ہزار روپے ریلیف دے گی اور رمضان المبارک سے پہلے حجاج کرام کو رہائش گاہیں آلات کردی جائیں گی۔ مرکزی دفتر 106 راوی روڈ میں علماء کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے انکا کہنا تھا کہ پچھلے سال پرائیوٹ حج ٹور آپریٹرز کے حج کوٹے میں کی گئی 15 فی صد کی امسال پوری کردی جائے گی۔ تاہم ان پر سخت چیک رکھا جائے گا۔ ماضی کی طرح حج کوٹ مار کا ذریعہ نہیں بننے دیا جائے گا۔ حجاج کو 20 ہزار روپے کا ریلیف رہائش گاہ کی مد میں دیا جا رہا ہے۔ حکومت کی پوری کوشش ہے کہ ایئر لائنز کمپنیوں سے کرائے بھی کم کرائے جائیں اور اس سلسلے میں انہیں کرائے میں اضافے سے روک دیا گیا ہے۔ ہم سعودی وزارت حج کے ساتھ رابطے میں ہیں اور ممکنہ سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے مشترکہ کوششیں کی جا رہی ہیں۔

### معروف مبلغ، نامور خطیب حضرت مولانا سید بسطین شاہ نقوی کی ساتھیوں سمیت مرکزی جمعیت اہل حدیث میں شمولیت

معروف خطیب مناظر اسلام حضرت مولانا سید بسطین شاہ نقوی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ یہ اعلان انہوں نے اپنے ادارے مقام حیات سرگودھا میں ایک پروقار تقریب میں کیا۔ جس میں انہوں نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کو تشریف آوری کی دعوت دی۔ امیر محترم نے ان کی دعوت کو قبول فرمایا۔ چنانچہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ضلعی و شہری قیادت نے امیر محترم کی سرگودھا آمد پر شاندار استقبال کیا۔ سرگودھا شہر کے امیر جناب مولانا عرفان اللہ شاہی اور ضلعی امیر مولانا سرفراز نے سینکڑوں کارکنوں کے ہمراہ امیر محترم کا بھرپور استقبال کیا۔ مقامی ہوٹل میں پریس کانفرنس میں امیر محترم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ طالبان کے مسئلہ پر حکومت کو مذاکرات کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ طالبان کو بھی اپنی سوچ میں تبدیلی لانا پڑے گی۔ بعد ازاں امیر محترم جامعہ امام بخاری مقام حیات پینچ جہاں سید بسطین شاہ نقوی نے اپنے سینکڑوں ساتھیوں سمیت امیر محترم کا بھرپور استقبال کیا۔ یہ تقریب ایک جلسہ عام کی صورت اختیار کر گئی، جس سے خطاب کرتے ہوئے سید بسطین شاہ نقوی نے اس امر کا اعلان کیا کہ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان میں شمولیت کا باقاعدہ اعلان کرتا ہوں اور جناب پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کی امارت و قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہوں۔ ان شاء اللہ باقی زندگی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے پلیٹ فارم سے ہی تبلیغی و سماجی خدمات سرانجام دینے میں گزرے گی۔ اس موقع پر مولانا عرفان اللہ شاہی نے مولانا سید بسطین شاہ نقوی کی ساتھیوں سمیت شمولیت کا خیر مقدم کیا۔ اس کے بعد امیر محترم جناب پروفیسر ساجد میر نے اپنے خطاب میں سید بسطین شاہ نقوی اور ان کے ساتھیوں کو جماعت میں شامل ہونے پر خوش آمدید کہا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم تعلیمات نبویہ کے مطابق آنے والے معزز علماء و کارکنان کا خیر مقدم کرتے ہیں، انہیں احترام اور محبت کا یقین دلاتے ہیں اور سابقہ تمام معاملات بھلا کر اور دل کر جماعت و مسلک کی خدمت کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہمارے سامنے مقصد بڑا ہے، اعلائے کلمۃ اللہ کو بلند کرنے، توحید و سنت کو عام کرنے اور دین دشمن پالیسیوں کے سدباب کے لیے ایک ہو کر چلیں گے۔ جماعت کے اندر اختلافات کو جگہ نہیں دینا چاہیے، اگر کسی وجہ سے ایسا ہو بھی جائے تو خوش اسلوبی سے حل کرنا چاہیے۔ امیر محترم نے اس موقع پر مقبول عوامی خطیب مولانا بنیامین عابدی کی موجودگی کو بھی سراہا جو (حال ہی میں جماعت میں شامل ہوئے ہیں) اور انکا بھی خیر مقدم کیا۔ امیر محترم نے اس موقع پر مولانا عبدالرشید حجازی امیر ضلع فیصل آباد اور مولانا عرفان اللہ شاہی امیر سرگودھا شہر کو بھی ان کی کوششوں اور کاوشوں پر خراج تحسین پیش کیا۔ اس موقع پر سید بسطین شاہ نقوی کے ہمراہ مولانا عمر فاروق شاکر، محمد اسحاق فیصل آباد، عبدالکھور، عادل قیوم، خلیل الرحمن، طاہر اقبال شوروکھ، حافظ محمد عثمان سلفی سوہدرہ اور دیگر ساتھی علماء موجود تھے۔

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار احمد و مرکز الدراسات الاسلامیہ  
سلطان کالونی میاں چنوں خاندان پاکستان  
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626  
hammad3316@yahoo.com

# احکام خمسہ

## قرض کی عدم ادائیگی

### سوال

میرے والد گرامی نے جائز ضروریات کیلئے کسی سے کچھ قرض لیا تھا، کوشش کے باوجود وہ اسے ادا نہ کر سکے اور اب وفات پا چکے ہیں، ان کی اتنی جائیداد بھی نہیں ہے فروخت کر کے اسے اتارا جائے اور میں بھی مالی طور پر بہت کمزور ہوں، اس سلسلہ میں بہت فکر مند رہتا ہوں، براہ کرم میری راہنمائی کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

### جواب

شریف انسان کیلئے قرض لے کر ضروریات کو پورا کرنا کوئی اچھا کام نہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات قرض کے بوجھ اور اس کی سختی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ (بخاری الدعوات: ۶۳۶۳) رسول اللہ ﷺ نے قرض کی سنگینی کو بایں الفاظ بیان کیا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا: ”تم خود کُشی نہ کرو۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ”ہمارا خود کُشی کرنا کیسے ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”قرض کے ساتھ“ (مسند رک حاکم ص ۲۶ ج ۲) یعنی قرض لینا گویا خود کُشی کرنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما اکثر فرمایا کرتے تھے کہ قرض سے دور رہا کرو کیونکہ اس کی ابتداء غم اور انتہا تک دستی اور ناداری ہے۔ (موطا امام مالک، الوصیۃ باب جامع القضاء)

حافظ ابن حجرؒ نے اسلاف کے حوالے سے لکھا ہے کہ قرض لینے سے عدم ادائیگی پر جو غم پریشانی آتی ہے وہ عقل کا کچھ حصہ بھی لے جاتی ہے جو پھر واپس نہیں آتا۔ (فتح الباری ص ۱۳۷، ج ۱۱) اس قدر سنگینی کے باوجود اگر کوئی ضرورت مند قرض لیتا ہے اور کوشش کے باوجود اسے ادا نہیں کر سکتا جب کہ اس کی نیت میں کوئی فتور نہیں تو شاید اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی نجات کا سبب پیدا کر دے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ادائیگی کی نیت سے لوگوں کے مال (بطور قرض) لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ادا کرنے کی توفیق دیتا ہے اور جو شخص مال برباد کرنے کی نیت سے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے برباد کر دیتے ہیں۔“ (بخاری، الاستقراض: ۲۳۸۷)

اگر دنیا میں ادا نہ کر سکا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے رسوا نہیں کریں گے جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مقروض کو بلائیں گے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، اسے کہا جائے گا: ”اے ابن آدم! تو نے قرض کس لئے لیا اور تو نے لوگوں کے حقوق کیوں ضائع کئے۔“ وہ جواب دے گا: اے میرے رب! تجھے علم ہے کہ میں نے قرض لیا لیکن میں نے اسے کھانے پینے اور پہننے میں صرف نہیں کیا اور نہ ہی کہیں اور برباد کیا لیکن مجھ پر تو آگ یا چوری یا کاروباری خسارہ کی مصیبت آئی تھی، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

میرے بندے نے سچ کہا ہے، آج میں اس کا قرض ادا کرنے کا زیادہ حقدار ہوں پھر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اپنے ہاں حاضر کریں گے اور اسے میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیں گے، تو اس کی نیکیاں، برائیوں کے مقابلے میں زیادہ ہو جائیں گی، اس طرح وہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔“ (مسند امام احمد ص ۱۵۷ ج ۳)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وقوف عرفہ کے دن اپنی امت کی مغفرت کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، آپ کو اللہ کی طرف سے جواب دیا گیا کہ میں نے ظالم کے علاوہ سب کو بخش دیا۔ کیونکہ میں ظالم سے مظلوم کا حق ضرور وصول کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا: ”یارب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت سے کچھ دے دے اور ظالم کو معاف کر دے۔“ چنانچہ اس دن آپ کی یہ دعا قبول نہ ہوئی، صبح کو جب رسول اللہ ﷺ مژدہ میں تھے، آپ نے یہی دعا دوبارہ عرض کی تو آپ کی دعا کو شرف قبولیت سے نواز دیا گیا۔ (ابن ماجہ، المناسک: ۲۰۱۳)

اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے تاہم بطور متابعت اور شاہد کے پیش کی جاسکتی ہے۔ بہر حال صورت مسئلہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اگر جہنی بر حقیقت ہے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے مفلوک الحال کی نجات کا کوئی ذریعہ پیدا فرمادیں گے۔ اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ قرض لینے کے متعلق انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے اور اگر کسی مجبوری کے وقت لینا ہی پڑے تو اس کی ادائیگی کیلئے فکر مند ہونا چاہیے۔ جب بھی حالات سازگار ہوں اسے ادا کر دیا جائے، اسے مال مثول کے حوالے نہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا معاملہ کرے اور مقروض حضرات کے حال پر رحم و کرم فرمائے۔ آمین!



**سوال**

جواب

نقطہ

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ہے جو براہ راست اللہ کے دین کو باقی ادیان پر غالب کرنے کیلئے کیا جائے، اس سے مراد قتال وغیرہ ہے۔

ان احادیث کی بناء پر جہاد اور حج کو فی سبیل اللہ میں شمار کرنا چاہیے اور اسے عام نہ کیا جائے۔ اس بناء پر اسلامی کتب کی نشر و اشاعت جو اصلاح معاشرہ کیلئے ہوں انہیں نفی صدقات سے نشر کیا جائے۔ مالی زکوٰۃ سے دینی کتب چھپو اگر تقسیم کرنا محل نظر اور مشکوک عمل ہے، اس سے گریز کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

## سوال

جواب

صورت مسئلہ میں مرحوم کی وراثت اس طرح تقسیم ہوگی کہ کل ترکہ سے بیٹی کو نصف، پوتی کو چھٹا حصہ اور باقی بہن کو مل جائے گا اور فوت شدہ بیٹے کی بیوہ محروم ہوگی۔

سہولت کے پیش نظر تمام جائیداد کے چھ حصے کر لئے جائیں، ان میں سے تین بیٹی کو، ایک پوتی کو اور باقی دو حصے بہن کو مل جائیں گے۔ جیسا کہ ذیل میں ہے:

میت/۶ = بیٹی (۳) پوتی (۱) بہن (۲) بہو (محروم)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب۔

نفسیہ الشیخ  
ڈاکٹر سعود الشریع  
امام مسجد الحرام

# افواہوں اور بے سرو پا خبروں کے نقصانات

قاری عبداللطیف ساجد ————— جناب حافظ عبدالحمید ازہر

حمد و ثناء کے بعد:

اے لوگو! انسان فطری طور پر خبروں کے حصول کا شیدائی اور افواہوں پر کان دھرنے والا ہے۔ ہمیشہ اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ کوئی خبر زمین تک پہنچنے سے قبل فضاء ہی سے اچک لے۔ دوسری طرف یہ ان افواہوں کی تحقیق اور ان سے متعلق سمجھ بوجھ اور طبیعت میں ٹھہراؤ پیدا کرنے کے معاملہ میں انتہائی لاپرواہی کا مرتکب ہے۔ زیادہ تر لوگوں کی حالت یہی ہے سوائے ان چند افراد کے جن پر اللہ کی خاص رحمت ہے۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَجٍ﴾ (الانبیاء: ۳۷)

”انسان جلد باز مخلوق ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۱)

”انسان ہے ہی بڑا جلد باز۔“

عقلی اور شرعی طور پر یہ بات ثابت شدہ ہے کہ مستحکم واقعات اور امت سے متعلق وہ عمومی خبریں جو بنیادی اہمیت کی حامل ہیں ان میں خوب جانچ پرکھ سے کام لینا چاہئے اور ان کے وقوع کی تصدیق میں اس وقت تک جلد بازی نہ کی جائے جب تک کہ کسی خبر کے وقوع کی ساری شرطیں اکٹھی نہ ہو جائیں۔ جبکہ ان کی تحقیق بھی ایسے لوگوں کو کرنی چاہیے جو دانش مند ہوں، بحرانوں میں بہترین کردار نبھانے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور حقوق و ذمہ داریوں میں غیر سنجیدہ اور ان کا مذاق اڑانے والے نہ ہوں۔

بہت سارے لوگ سنی سنائی باتیں، افواہیں اور خلاف حقیقت خبریں پھیلانے میں جلد بازی سے اس لیے کام لیتے ہیں کیونکہ وہ اچھا خامیوں اور کمزوریوں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس طرح کا رویہ شکوک و شبہات کے وقت پیچیدگیوں کو اور بڑھا دیتا ہے اور مشکلات کے وقت عقل و خرد سے تہی دامن کر دیتا ہے۔ لہذا جس مصیبت اور مشکل سے نکلنے کی کوشش کی جاتی ہے اس میں انسان اور پھنستا اور اس کا مزید شکار ہوتا جاتا ہے۔

انسانی عقل و فکر کا معیار تو یہ ہے کہ معاملات میں سوچ بچار کرے اور غور و فکر کرے خصوصاً ان معاملات میں جو لوگوں کے حقوق سے، ان کے فرائض سے، ان کی آبرو سے، ان کے مال سے اور ان کے دین سے متعلق ہوں۔ جلد بازی کی مذمت یہی بہت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جلد بازی کا انجام ندامت و حسرت بتایا ہے۔ یہ ندامت آدمی کو اس وقت لاحق ہوتی ہے جب کہ ندامت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِبَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ (الحجرات: ۶)

”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہیں خبر دے تو اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کیے پر نادم اور پشیمان ہو جاؤ۔“

زیادہ تر افواہوں اور بے سرو پا خبروں کے پیچھے فضول شوق اور ٹوہ پسندی کے جذبات کا فرما ہوتے ہیں اور بعض لوگ تو بغیر کسی سبب کے خبروں کے حصول کے لیے پیسے تک خرچ کر ڈالتے ہیں۔ حالانکہ چند لمحات صبر و تحمل سے کام لیا جائے تو وہی خبریں بلا معاوضہ ان تک پہنچ جاتی ہیں۔ پرانے زمانے سے کہا جاتا ہے: بہت جلد شب دروز کی گردش ایسی خبریں اور معلومات آپ تک پہنچا دے گی جس سے آپ نا آشنا تھے اور جن کے حصول کے لیے آپ نے کسی کو نہیں بھیجا۔

اور خبریں آپ کے پاس وہ لے کر آئیگا جسے آپ نے کبھی خبروں کی ٹوہ لگانے کا نہیں کہا اور نہ ہی کبھی اس کے لیے وقت دیا۔

ہمیشہ افواہوں اور غیر مصدقہ خبروں کے پیچھے فضول شوق ہی نہیں ہوتا بلکہ اکثر اوقات ان کا بڑا مقصد اتر اتر ہی پھیلا کر فکری، سیاسی، اجتماعی یا اقتصادی یا دینی مقاصد حاصل کرنا ہوتا ہے تاکہ اس طرح مستحکم کو غیر

مستحکم کیا جاسکے اور نظم و نسق میں انار کی پھیلا کر وحدت کو منتشر کیا جاسکے۔

سنجیدہ معاشرے میڈیا کی فضول باتوں کو اپنے اندر سرایت نہیں کرنے دیتے کہ جن سے وحدت پیدا ہونے کی بجائے شیرازہ نکھرتا ہے، فائدے کی بجائے نقصان ہوتا ہے، تعمیر و ترقی کے لیے کی جانے والی ساری محنت اور کاوش رائیگاں چلی جاتی ہے بلکہ افواہیں پھیلاتا اور بے سرو پا خبروں کی تردید تو بیوقوف، کم عقل اور کند ذہن معاشرے کی علامات ہیں جو اپنے فراغت کے اوقات اس طرح گزارتے ہیں، جو انہیں مزید نکما بنا دیتے ہیں اور ان کے سینے کسی راز کو چھپانے کے قابل نہیں رہتے بلکہ باتیں اگلنا ان کی مزید کمزوری بن جاتی ہے۔

کیونکہ جو معاشرے اپنی عمر کے قیمتی اوقات کو قیل و قال میں صرف کرنا شروع کر دیں ان میں ذہنی پختگی نہیں آتی اور نہ ہی ایسے لوگ مشکلات کا بار اٹھانے کے قابل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں تمہارے لیے ناپسند کی ہیں: قیل و قال، کثرت سوال اور مال کا ضیاع۔“

اللہ آپ کا بھلا کرے! غور کریں کہ حدیث میں قیل و قال، کثرت سوال اور اضاعت مال کو کس طرح پروہا گیا اور ارشاد کیا گیا کہ مال کا ضیاع افلاس کا سبب بنتا ہے، سوالات کی کثرت مشقت میں پڑنے کا ذریعہ بنتی ہے اور اسی طرح وقت کا ضیاع اپنے قیمتی اوقات سے فائدہ اٹھانے کی بجائے ان کی تباہی کا سبب بنتا ہے جس سے ماحول میں اور زیادہ الجھنیں اور پریشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے بہت سارے لوگوں کو دیکھا جو زندگی کا معنی تک نہیں جانتے اور اپنا وقت حکمرانوں اور ارزانی و مہنگائی کی باتوں میں ضائع کرتے ہیں۔ تو مجھے سمجھ آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے وقت کی قدر اور انسانی عمر کے شرف کی سمجھ صرف



”حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں۔ ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے لیے قرآن کو باعث برکت بنائے اور اس میں جو آیات اور ذکر حکیم ہے، اس سے مجھے اور آپ کو نفع اور فائدہ دے۔ آمین!

### دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ کا ڈرا پناؤ اور یہ بات خوب ذہن نشین رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے خبروں کی نشر و اشاعت اور ان کے مطابق عملی قدم اٹھانے سے قبل ان کی تحقیق اور جانچ پڑتال کا جو حکم ہمیں دیا ہے وہ اس کے خطرناک پہلوؤں سے انسانیت کو بچانے کے لیے ہے اور اس لیے بھی کہ ان کی وجہ سے پانچ بنیادی چیزیں یعنی دین، عقل، عصمت و آبرو اور خون بری طرح متاثر ہوتی ہیں جن کی حفاظت شریعت کا اولین مقصد ہے۔

کتنی ہی جھوٹی خبریں ہیں جن کی وجہ سے ناحق قتل ہوئے یا کچھ لوگ پابند سلاسل ہوئے، کتنی ہی جھوٹی خبریں ہیں جن کی وجہ سے مہاں بیوی میں طلاق ہوئی اور پورے کے پورے خاندان اجڑ گئے، کتنی جھوٹی خبریں اور افواہیں ہیں جن کی وجہ سے پوری قوم خوف و ہراس کا شکار ہو گئی اور کچھ تو مفسل اور کنگال ہو گئیں اور لوگ انکے بارے میں بدظنی اور بدگمانی کا شکار ہو گئے۔ انہی افواہوں کی وجہ سے کتنے لوگ بے آبرو ہوئے، ان کے مال و جان پر زیادتیاں ہوئیں اور ان کی دینداری کی وجہ سے ان پر ظلم ہوا۔ عمومی طور پر خبروں کے بارے میں غلط روش دو طرح سے ہوتی ہے: یا تو خبر دینے والے کے صدق و کذب میں غلطی کی وجہ سے یا پھر خبر کو سمجھنے اور مناسب موقع پر چسپاں کرنے میں غلطی کی وجہ سے۔ اس لیے خبریں حاصل کرنے والوں میں دو بنیادی عناصر کا ہونا ضروری ہے۔ ایک علم اور دوسرے عدل و انصاف۔

علم اس لیے ضروری ہے کہ کسی چیز کے بارے میں صحیح فیصلہ اس کے صحیح تصور ہی کی بنیاد پر لگایا جاسکتا ہے جبکہ عدل کا عنصر اس لیے ضروری ہے تاکہ آنے والی خبر کیساتھ انصاف کا معاملہ کیا جاسکے، نہ تو ذاتی پسند کی وجہ

سوچے سمجھے سنتے اور خبریں اکٹھی کرتے ہیں اور پھر بے لگام اور بلا روک ٹوک اور لوگوں کو ان کی ترسیل شروع کر دیتے ہیں۔

کسی بھی خبر میں بنیادی چیز اس کی سچائی اور جھوٹ کی تحقیق ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ اس خبر کا معنی اور مفہوم کیا ہے تو اسے اس کے اصل مفہوم ہی میں اتارنا چاہئے اور اس کے مفہوم میں اضافہ نہیں کرنا چاہئے جس سے اس کا معنی بدل جائے۔ اگر ہم بے نکی سنتے سناتے رہیں تو اس طرح انسان جھوٹ بولنے کا عادی بن جاتا ہے اور پھر گناہوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ”کسی شخص کو (برباد کرنے کے لیے) اتنا جھوٹ ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی باتیں کرتا پھرے۔“

اور جب اس خبر کا تعلق دینی معاملات سے ہو تو معاملہ اور بھی گھمبیر ہو جاتا ہے مثلاً نبی کریم ﷺ کے حوالے سے کوئی بات بیان کرنا یا سوشل میڈیا اور اجتماعات میں بغیر تحقیق کئے اعمال کی فضیلتیں بیان کرنا حالانکہ نبی ﷺ فرما چکے: ”جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا گناہ جہنم میں بنا لے۔“

اللہ کے بندو! ہمارے دین نے ہمیں ایسی ہی تعلیم دی ہے۔ کیا کوئی عقلمند ایسا ہے جو ان تعلیمات کو یاد رکھے اور ذرائع ابلاغ میں ان کا لحاظ کرے جبکہ موجودہ دور میں یہ اہم ترین چیز ہے کیونکہ واقعات، افواہیں اور خبریں نقل کرنے کے لیے یہ اہم ترین ذریعہ ہے اور انہیں مد نظر رکھ کر ہی کوئی دانش مند ذرائع ابلاغ کے سچے یا جھوٹے ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔

اسی طرح ان تعلیمات کا انفرادی زندگی میں بھی خیال رکھنا چاہیے کہ ہر فرد اپنی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اور باتوں سے لکھی ہوئی ٹھوس تحریر کا ذمہ دار ہے اور اس کا اس نے حساب دینا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

”کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو۔“ (ق: ۱۸)

اسی طرح اس کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ عَلَيْكُمْ لِحَافِظِينَ يَكُونُ أَمْوًا مَّا تَكْتُمُونَ﴾ (الانفطار: ۱۰-۱۲)

ان لوگوں کو دی ہے جو ان اوقات کو غنیمت جانتے ہیں۔

﴿وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ﴾ (فصلت: ۳۵)

”اور یہ بات الہی کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے ماسوائے بڑے نصیب والوں کے کوئی نہیں پاسکتا۔“

اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم متانت اور سنجیدگی اپنائیں، بغیر سوچے سمجھے اور بغیر تحقیق کے ہر اٹھنے والی خبر کو قبول نہ کریں۔ کیونکہ اس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، بدگمانیوں کی بنیاد پر قدم اٹھا لیے جاتے ہیں، حقائق تلپٹ ہو جاتے ہیں اور بری الزمہ لوگ مورد الزام ٹھہرتے ہیں اور جو باتیں انہوں نے نہیں کہیں، ان کے سرھونپ دی جاتی ہیں اور ان کی باتوں کو اپنی مرضی کا مفہوم دے دیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنا کہ نبی ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے چنانچہ وہ اپنے گھر سے نکلے مسجد میں آئے اور دیکھا کہ لوگ بھی یہی بات کر رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت کیا کہ کیا آپ ﷺ نے طلاق دے دی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“

عمر رضی اللہ عنہ اپنے مسجد کے دروازے پر آکر بلند آواز سے پکارا اور کہا کہ نبی ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق نہیں دی، تب یہ آیات نازل ہوئی:

﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوْ الْخَوْفِ أَدَّعَوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِئِ الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَ الَّذِينَ يَسْتَبِطُونَ مِنْهُمْ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (النساء: ۸۳)

”یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن لیتے ہیں اُسے لے کر پھینکا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اُسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔“

اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہمارے کان ان لوگوں کی طرح نہیں ہونے چاہئیں جو بغیر



## بقیہ حدیث و سنت کی اہمیت

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء: ۴۸)

”اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا، اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔“

نماز چھوڑنا کفر ہے، اس کے بعد کبیرہ گناہ ہیں جو تعداد میں تقریباً تیرہ ہیں۔ ان میں سے ایک کسی ایسی جان کو قتل کرنا جسے اللہ نے محترم قرار دیا ہو۔ اسی طرح زنا اور قوم لوط علیہ السلام کا فعل کرنا بھی کبیرہ گناہ ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يَزْنُونَ﴾ (الفرقان: ۶۸)

”اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے، اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کے متعلق فرمایا:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۚ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنْ الْمُصَلِّينَ ۚ وَلَمْ نَكُ نَطُوعُ الْمُسْكِينِ ۚ وَكُنَّا نَحْوُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۚ وَكُنَّا نَكْذِبُ يَوْمَ الدِّينِ ۚ حَتَّىٰ آتَانَا الْيَقِينَ﴾

(المائدہ: ۴۲-۴۷)

”تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ وہ کہیں گے: ہم نماز ادا نہیں کیا کرتے تھے اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور بے ہودہ شکوک و شبہات پیدا کرنے والوں کیساتھ ہم بھی لگے رہتے تھے اور روز جزا کو جھٹلایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔“

زبان کی برائیاں بھی انسان کے لیے حد درجہ خطرناک ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

”لوگوں کو اوندھے منہ جہنم میں صرف زبان کی لغزشیں ہی گراں گئی گی۔“ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچو، کیوں کہ یہ آہستہ آہستہ ایک آدمی میں اکٹھے ہوتے رہتے ہیں اور اسے ہلاک کر ڈالتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بیان کردہ تمام بیماریوں سے محفوظ رکھے اور ہمیشہ سچ بولنے کی توفیق دے۔ آمین!



سے اسے پذیرائی دی جائے اور نہ ہی ذاتی رنجش اس کے بارے میں انصاف سے کام لینے میں مانع ہو۔

اگر لوگ سنجیدگی، متانت، وقار اور تمکنت سے کام لیں تو بہت ساری پریشائیاں اور خوف و ہراس ختم ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ بہت ساری خبریں سرے سے درست ہی نہیں ہوتیں، ایسی خبریں پہنچتے ہیں ان کی تحقیق کر لی جائے تو غلط ہونے کی صورت میں انکے انجام بد سے بچا جاسکتا ہے۔ اور صحیح ہونے کی صورت میں حالات سے ہم آہنگی اور موزونیت میسر آتی ہے۔ کتنے ہی خاموش لوگ ایسے ہیں جن کی طرف سے بے سرو پا باتیں پھیلائی اور اثراتی جاتی ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے:

انہوں نے میری طرف سے ایسی باتیں نقل کیں جنہیں میں کبھی زبان پر نہیں لایا۔ خبروں میں اصل مصیبت اور آفت تو ان کو بیان کرنے والے ہی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت میں ہمیں ایک ایسا واقعہ ملتا ہے جو ایسے معاملات کے متعلق عبرت و نصیحت سے لبریز ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے چار رکعت والی نماز میں دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ جلد باز لوگ جلدی جلدی نکل گئے اور کہنے لگے کہ نماز کم کر دی گئی ہے۔

ایک ”ذوالیدین“ نامی شخص نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا نماز میں کمی کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہ نماز میں کمی کی گئی ہے اور نہ ہی میں بھولا ہوں۔“ تو اس نے عرض کی کہ آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔ چنانچہ جب آپ ﷺ کو یہ حقیقت معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے دو رکعتیں اور پڑھائیں اور پھر سلام پھیرا۔

غور فرمائیں! خبر پھیلانے میں جلد بازی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں کبھی کبھار دینی احکام تک کی صورت منح ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تحقیق کا اثر اور نتیجہ بھی دیکھیں کہ کس طرح نماز میں کمی کی غلط فہمی دور ہوئی اور پتہ چل گیا کہ یہ بھول تھی، نیا شرعی حکم نہیں تھا۔

جہنم میں دھکیلنے والے اعمال میں سے سرفہرست شرک اکبر کی تمام اقسام ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

(۱۸۲) اور اس کی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ﴾ (النساء: ۱۱۵)

”جو شخص باوجود راہ ہدایت واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ ﷺ کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جہنم وہ خود متوجہ ہوا اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔“

اسی طرح جناب مرتضیٰ حسن (دیوبندی) منکر حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو رسول اللہ ﷺ کے ایک حکم کا انکار کرے، یا اس کے حق ہونے کے بارے میں شک کرے تو وہ ایسا کافر ہے جیسا کہ مرزا قادیانی، مسیلہ کذاب اور ابو جہل وغیرہ تھے، انسان کا کوئی عمل اعلیٰ و ادنیٰ جب تک آپ ﷺ کے حکم کے مطابق نہ ہو قبول بھی نہیں ہو سکتا۔ کبھی کبھی تو منکرین حدیث کا انجام بھیا تک صورت میں سامنے آیا ہے، چنانچہ یہ حدیث:

((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا فِي الْأَنْاءِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ))

کے تحت امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ:

((قَدْ بَلَّغْنَا أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ مِنْهُ فَاسْتَيْقَظَ مِنْ نَوْمِهِ وَبَدَا دَاخِلَ دَبْرِهِ مَحْشُورَةً فَتَابَ مِنْ ذَلِكَ وَأَقْلَعَ))

ان تمام چیزوں احادیث و اقوال سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حدیث سے انکار اور فقط قرآن پر عمل و ایمان کبھی بھی ہمارے لئے ہدایت نہیں بن سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کی وصیت بھی یہی رہی ہے، آپ نے فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمَا بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّتِي)) (رواہ الموطاء، کتاب

القدر، باب النهی عن القول بالقید ح ۳)

**کلام آخر** خلاصہ کلام یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مکمل طور پر تسلیم کیا جائے، آپ کے حکم کی بجا آوری و پیروی کی جائے، آپ کی حدیث کی تصدیق کی جائے، کسی باطل خیال کو معقول سمجھ کر حدیث کے مقابلہ میں پیش نہ کیا جائے، اسے شک کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے، لوگوں کی رائے کو اس پر مقدم نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ حق بات سمجھ کر عمل کی توفیق دے۔ آمین!

کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے سجدہ کرے۔“

(9) شرعی اسباب کی موجودگی میں عورت کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شوہر سے طلاق طلب کرے، لیکن بعض عورتیں دوسری عورتوں کی باتوں سے متاثر ہو کر یا بہت معمولی اسباب کے پیش نظر طلاق طلب کر بیٹھتی ہیں جس کا نہایت سنگین نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ حضرات ائمہ ابو داؤد اور ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت نے اپنے شوہر سے کسی (شرعی) عذر کے بغیر طلاق طلب کی تو ایسی عورت پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔“ (10) بعض عورتیں اپنے گھر کے غیر محرم ذرائع سے ایسا معاملہ کرتی ہیں جیسے وہ ان کے گھر کا فرد ہو۔ عورت کا اس کے ساتھ تنہا آنا جانا، اس سے حجاب کے بغیر بات چیت کرنا قطعاً جائز نہیں۔ حضرات ائمہ بخاری اور مسلم روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی عورت کے ساتھ اس کے محرم کی غیر موجودگی میں خلوت نہ کرے۔“

(11) بعض اچھی خاصی دین دار عورتیں جب کبھی دین بیزار عورتوں کی محفل میں جاتی ہیں تو انہیں نیکی کی طرف راغب کرنے کی بجائے ان کی غلطیوں پر بھی سکوت اختیار کرتی ہیں۔ جبکہ قرآن مجید میں مومنہ عورت کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے: ”مومن مرد اور مومنہ عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ غلبے والا حکمت والا ہے۔“

(12) بعض عورتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ حسن و جمال، اپنے قیمتی لباس اور منگے زیورات کی وجہ سے دوسری عورتوں کے سامنے غرور اور تکبر کا اظہار کرتی ہیں جبکہ مسلمان کا دل ہر طرح کے تکبر سے پاک ہونا چاہیے۔ امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس انسان کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہے، وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔“

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان عورتوں کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔ آمین یا رب العالمین!

جناب ڈاکٹر سجاد الہی

## مسلم خواتین کی بعض غلطیاں؟

(5) بعض عورتیں مصیبت اور پریشانی کے ہاتھوں عاجز آ کر اپنی موت کی دعا کرتی ہیں جبکہ ایسا کرنے کی شریعت میں ممانعت ہے۔ حضرات ائمہ بخاری اور مسلم روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی مصیبت آنے پر موت کی تمنا نہ کرے، لیکن اگر اس نے (مصیبت کے ہاتھوں عاجز آ کر) تمنا کرنی ہی ہے تو یہ تمنا کرے کہ اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا، جب تک زندہ رہنا میرے لیے خیر کا سبب ہو اور اس وقت میری روح قبض کر لینا، جبکہ مر جانا میرے لیے بہتر ہو۔“

(6) مال و دولت جمع کرنے کی حرص میں مبتلا عورتیں اپنے مال اور زیورات کی زکوٰۃ نکالنے میں حیلے بہانے بناتی ہیں جبکہ ایک سال کے بعد نصاب پورا ہو جانے پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لیے سخت وعید آئی ہے: ”جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (زکوٰۃ نہیں دیتے) انہیں دردناک عذاب کی بشارت دیجئے۔ جس دن اس خزانے کو آتش و دوزخ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پشتیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا کر رکھا تھا، پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔“

(7) دوسروں کو اپنا حسن و جمال دکھانا، بعض عورتوں کے نزدیک بہت اہم ہوتا ہے۔ اسی لیے جب وہ گھر سے نکلتی ہیں تو پردہ کیے بغیر نکلتی ہیں جبکہ مسلمان عورت کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو (بغیر ضروری حاجت کے گھر سے باہر نہ نکلو) اور قدیمی جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو۔“

(8) شوہر کی اطاعت کرنا مسلمان عورت پر فرض ہے جب تک وہ اسے گناہ کرنے کا حکم نہ دے۔ لیکن بعض عورتیں معمولی بات پر شوہر سے جھگڑنا اور اس کی نافرمانی کرنا ضروری خیال کرتی ہیں، جبکہ اسلام میں شوہر کو انتہائی بلند مقام عطا کیا گیا ہے۔ حضرت ائمہ احمد اور ترمذی روایت

اسلام میں عورت کو انتہائی بلند و بالا مرتبہ حاصل ہے۔ اسی لیے شریعت اسلامیہ میں جس طرح مردوں کے مسائل کو بیان کیا گیا ہے، اسی طرح عورتوں کے احکام کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ مسلمان عورت کی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں، جہاں شریعت نے اس کی راہنمائی نہ کی ہو۔ شریعت اسلامیہ کے واضح احکام کے باوجود بہت سی مسلمان عورتیں متعدد گناہوں کا ارتکاب کرتی ہیں۔ قرآن و سنت میں ایسے بہت سے گناہوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ذیل میں ۱۲ گناہوں کا ذکر کیا جا رہا ہے:

(1) بہت سی کمزور ایمان رکھنے والی عورتیں اپنی قسمت کا حال معلوم کرنے کے لیے مختلف نجومیوں اور کائناتوں کے علم کا سہارا لیتی ہیں جبکہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی نجومی کے پاس اپنا سوال لے کر گیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔“

(2) عورتوں کا قبروں پر جانا اور اس مقصد کے لیے سفر کرنا، اللہ تعالیٰ کی لعنت کا موجب ہے۔ امام احمد روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔“

(3) غیر مسلم عورتوں کی ظاہری چمک دمک سے متاثر ہو کر انہیں سلام کرنے میں پہل کرنا اور ان سے میل جول بڑھانا، مسلمان عورت کے شایان شان نہیں۔ امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔“

(4) وفات کے موقع پر اپنے رخساروں کو پینٹنا اور کپڑے پھاڑنا اسلامی طرز عمل نہیں۔ لیکن بد قسمتی سے زمانہ حال کی بہت سی مسلمان عورتیں اس گناہ کے کرنے میں پیش پیش ہیں۔ حضرات ائمہ بخاری اور مسلم روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (کسی کی وفات کے موقع پر) اپنے گالوں کو پینٹا، اپنے کپڑوں کو پھاڑا اور زمانہ جاہلیت والی باتیں کیں، اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔“



# حدیث و سنت کی اہمیت

تحریر: جناب مولانا طاہر جمال

حدیث شریف اس کی شرح و تفصیل کرنے والی اور اس کے جزئیات و فروعات کو کھولنے والی۔ قرآن و سنت کے اس تعلق کو مزید واضح کرنے کے لئے ذیل میں اس کے مختلف پہلوؤں کو پیش کر رہا ہوں جس سے حدیث کا درجہ و مرتبہ، حدیث کی عظمت، قرآن و حدیث میں باہمی تعلق ان شاء اللہ مکمل طور پر واضح ہو جائے گا۔

**قرآن و حدیث میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا باعث گمراہی ہے**

چونکہ اسلامی شریعت صرف قرآن مجید کا نام نہیں بلکہ اس سے قرآن اور اس کا بیان دونوں مراد ہیں، لہذا اگر قرآن کی تشریحی حیثیت قبول اور تسلیم کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے بیان و شرح کی مشروعیت سے انکار کیا جائے۔ جانا چاہئے کہ قرآن کے اسی بیان کا نام ”حدیث نبوی“ ہے۔ پس قرآن و حدیث میں سے صرف قرآن یا حدیث کو ہی قابل عمل سمجھنا صریح گمراہی ہے، کیونکہ قرآن و حدیث دونوں میں ایک دوسرے کی پابندی کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يَطْعِ الرُّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ﴾

”جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرُّسُولَ﴾

”اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔“

اسی طرح حدیث شریف میں ہے:

﴿مَنْ اطَاعَنِي فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ﴾

”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔“

ایک دوسری جگہ ہے:

﴿وَمَنْ اطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى﴾

مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابتداء اسلام سے لے کر تاقیامت وقوع پذیر مسائل و مشکلات کے حل کے لئے وہی مرجع و ماخذ یعنی قرآن و حدیث کافی و شافی ہیں۔ وہ اس لئے کہ دونوں کا نازل کرنے والا وہ اللہ ذوالجلال ہے جس کو ماضی و حال کی طرح مستقبل کے متعلق بھی مکمل علم ہے۔

ان میں سے اول الذکر مصدر یعنی قرآن کریم کو حضرت جبریل کے ذریعہ اپنے آخری نبی جناب محمد عربی ﷺ پر تقریباً ۲۳ سالہ مدت میں نازل فرمایا اور اس کی توضیح و تفسیر کے لئے آپ ہی کو مکلف کیا گیا۔ آپ ﷺ کی اس تفسیر کو حدیث نبوی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں، ان دونوں کے بغیر آدمی کا ایمان مکمل نہیں ہوگا۔ ان دونوں کی باہمی ترکیب ہی سے دین کا پورا نظام کھڑا ہوتا ہے، ان میں سے اگر ایک کو الگ کر دیا جائے تو دین کا سارا شیرازہ درہم برہم ہو جائے گا۔ پس ضروری ہوا کہ قرآن و حدیث کو دستور العمل بنایا جائے، کیونکہ ان دونوں میں وہی نسبت ہے جو خدا اور پانی کی جسم سے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید ایک متن ہے جس میں بہت سے احکام اجمال و اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور حدیث ان کی تفصیل بیان کرتی ہے۔ چنانچہ امام شافعی الغرناطی فرماتے ہیں:

”فكانت السنة بمنزلة التفسير والشرح لمعاني

أحكام الكتاب“

”در اصل سنت احکام قرآن کے معانی کی شرح و تفسیر

کرنے والی ہے۔“

بغیر احادیث کے ان مجمل احکام قرآن کو سمجھنا اور ان آیات کا موقع محل پہچانا ایسا دشوار ہے جیسے بغیر جہاز کے سمندر عبور کر جانا۔ قرآن مجید تمام جہانوں میں ایسے ہی ہے جیسے انسان کے اندر دل اور حدیث ایسے ہی ہے جیسے زبان۔ قرآن مجید قاعدہ کلی مقرر کرنے والا اور

”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت جانے سے) انکار کر دیا۔“

قرآن شریف کے اندر تقریباً چالیس مقامات پر محمد ﷺ کی مکمل اطاعت کا حکم دیا گیا اور نافرمانی کرنے والوں کے لئے سخت وعید آئی ہے، مثلاً یہ آیت:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

(النور: ۶۳)

”جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔“

اور فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾

(النساء: ۶۴)

”ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس لیے تاکہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔“

اسی طرح حدیث میں حضرت حسن بن عطیہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ حضرت عمران بن حصین لوگوں کو حدیث بتا رہے تھے کہ ایک صاحب نے کہا: ہم سے قرآن کے علاوہ اور کچھ نہ کہو، تو آپ غصہ میں بولے کہ اگر تم کو اور تمہارے اصحاب کو صرف قرآن پر چھوڑ دیا جائے تو کیا تم اس میں پاسکتے ہو کہ ظہر کی نماز چار رکعت، عصر کی چار رکعت، مغرب کی تین رکعت اور اس کی شروع کی دو رکعتوں میں بلند قرات؟ اور کیا تم قرآن میں پاسکتے ہو کہ بیت اللہ کا طواف سات بار ہے اور صفا و مروہ کی سعی بھی ہے؟ پھر حضرت عمران بن حصین نے فرمایا: اے لوگو! ہم سے ”علم حدیث“ لو کیونکہ قسم اللہ تعالیٰ کی! اگر تم لوگ ایسا نہ کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ یعنی صرف قرآن کو لو گے اور حدیث کو ترک کر دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا صریح گمراہی ہے۔ سنت کو ناقابل التفات سمجھ کر اگر کوئی شخص الفاظ قرآن کے لغوی معنی پر ہی عمل کرنے لگے تو وہ شخص گمراہ ہو جائے گا، کتاب اللہ سے جاہل رہ جائے گا، اندھیروں میں ہاتھ پیر مارنے والا ہوگا اور کبھی بھی راہ حق نہ پاسکے گا۔ اسی لئے سلف صالحین اور ائمہ

کرام نے کتاب و سنت کو مضبوطی سے پکڑا اور ان گرام لوگوں کی طرح نہیں کیا جو اس میں تفریق کر کے ایک چیز لیتے اور دوسری کو ترک کر دیتے ہیں۔

**سنت نبوی بھی وحی ہے:**

رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے بارے میں کسی مومن کو قطعاً کسی قسم کا شبہ نہیں اور نہ ہی اس بارے میں کوئی شک ہے کہ آپ ﷺ امت مسلمہ کے ہادی اور قائد ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے شارح و مفسر بھی تھے۔ قرآن مجید اس دین کی ایک اہم بنیاد ہے اور نبی ﷺ کو اس کی شرح اور جزئیات دین کی تفصیل بیان کرنے کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے تو آپ ﷺ کی بیان کردہ قرآن کی شرح کو غیر اللہ کی جانب سے سمجھنا کوئی مقول بات نہیں، اگر قرآن کے ساتھ اس جزء کو شامل نہ کیا جائے تو بلاشبہ دین نامکمل رہتا ہے۔ پس تکمیل دین کا تقاضا ہے کہ جن چیزوں کا صدور رسول ﷺ سے ہوا ہے وہ بھی وحی الہی پر مبنی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۳-۴)  
”وہ اپنی خواہش سے کچھ بات نہیں کہتے، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔“

حدیث کے وحی ہونے کے بارے میں اور بہت سی آیتیں قرآن کریم میں ملتی ہیں جس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی وحی نازل ہوتی تھی۔ چنانچہ امت سے جو چیز حاصل اور ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث بھی وحی ہے اور جو چیز حدیث و قرآن میں امتیاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کریم مکتوب ہے اور حدیث غیر مکتوب۔ ذیل میں چند قرآنی آیات اور احادیث نبوی پیش کی جا رہی ہیں جن سے حدیث کا وحی منزل من اللہ ہونا ثابت ہو جائے گا۔ ارشاد باری ہے:

﴿مَا قَطَعْنَاهُ مِن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْنَاهَا فَاِنْمَةً عَلَىٰ أُولَٰئِكَ لَا يَدِّنُ اللَّهُ﴾ (الحشر: ۵)

اس آیت میں جس ”اذن الہی“ کا تذکرہ ہے وہ قرآن میں کہیں مذکور نہیں۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

((ولا نجد في القرآن ذلك الاذن، فثبت قطعياً أن الرسول كان يأتيه الوحى أيضاً)) (تفسير ابن كثير: ۴/۳۳۳-۳۳۴)

اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الا انى أوتيت القرآن ومثله معه، ألا يوشك رجل شبعان على أريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فأحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموه انما حرم رسول الله ﷺ كما حرم الله))

اس حدیث میں نبی ﷺ کا فرمان ”مجھے کتاب جیسی ایک چیز دی گئی ہے“ کا معنی یہ ہے کہ مجھے کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ اس کی توضیح و تفسیر بھی بارگاہ الہی سے عطا کی گئی ہے، جس کے پیش نظر آپ قرآنی آیات کی تخصیص و توضیح فرماتے۔ اسی طرح حضرت حسن بن عطیہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ:

((كان جبريل ينزل على رسول الله بالسنة كما ينزل عليه القرآن ويعلمه كما يعلمه القرآن)) (اخرجه ابوداؤد في مراسيله، وذكره الحافظ ابن حجر في فتح الباری ۱۳/۲۹۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ استدلال اور اخذ مسائل کے وقت حدیث نبوی کا حکم قرآن کی طرح ہے کیونکہ اس کا علم بھی نبی ﷺ کو ایسے ہی دیا گیا جیسے قرآن کا، لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ جس طرح نماز میں قرآن پڑھا جاتا ہے حدیث بھی پڑھی جائے۔

**احادیث نبویہ بھی قرآن کریم کی طرح محفوظ ہیں:**

احادیث نبویہ کے محفوظ ہونے کے سلسلے میں قرآن کریم، احادیث نبویہ اور علماء سلف کی روشنی میں چند دلائل پیش کر رہا ہوں۔ قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ﴾ (البقرہ: ۱۲۹)

اس آیت میں لفظ ”ذکر“ کی تعین کے متعلق اختلاف رائے ہو سکتا ہے، اس کی صحیح تعبیر رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی (قرآن و حدیث) ہے، اگر ”ذکر“ کے معنی صرف قرآن سمجھا جائے تو دوسری آیت ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹)

”ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

کی رو سے تو سنت غیر محفوظ قرار پائے گی اور اس میں اکاذیب، باطل اور افتراءات کا دخل ممکن ہوگا، جو شریعت کے افساد و ابطال کے لئے کافی ہے۔ حالانکہ دین کے غیر محفوظ ہونے کا سوء ظن کسی کو نہیں، پس ”ذکر“ کا اطلاق قرآن و سنت دونوں پر یکساں طور پر کرنا متحقق ہوا۔ سلف صالحین بھی لفظ ”ذکر“ سے قرآن و حدیث دونوں مراد لیتے ہیں۔ عبد اللہ بن مبارکؒ سے کسی نے پوچھا کہ ان موضوع احادیث کا کیا ہوگا تو آپ نے فرمایا: اس کے لئے نقاد موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس دین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (الباعث الحثیث، ص: ۸۷)

اسی طرح علامہ ابن القیمؒ اور ابن حزن اندلسیؒ نے بھی ذکر کے معنی میں قرآن کے ساتھ حدیث کو بھی داخل مانا ہے۔ لہذا ان آیات اور علماء سلف کے اقوال سے ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آج بھی سرمایہ حدیث کا بیشتر حصہ جوں کا توں محفوظ ہے، اگر فتنہ انگیز عوامل کی عاقبت نااندیش ریشہ دوانیوں کے باعث اس کا کچھ حصہ ضائع بھی ہوا ہو تو امت کو یقیناً اس کی ضرورت نہ تھی، ورنہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح حدیث کے اتنے بڑے ذخیرے کی حفاظت کی اسی طرح اس مختصر سے حصہ کی بھی کوئی نہ کوئی سبیل ضرور فرمادیتے۔

**معتزین حدیث**

بعض لوگ (خوارج، شیعہ اور معتزلہ وغیرہ) فتنہ وضع حدیث کو رد فرماتے ہوئے کے باعث ذخیرہ احادیث کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں لیکن یہ بات انتہائی ناقابل یقین ہے۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((من بلغه عنی حدیث فکذب به فقد کذب ثلاثاً، الله ورسوله والذى حدث به)) (رواه الطبرانی الاوسط، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۷۵)

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا:

((من رد حدیث رسول الله فهو علی شفا هلكه)) (المنقب لابن الجوزی ص: ۱۸۲)

علامہ ابن حزمؒ تو منکر حدیث کو کافر قرار دیتے ہیں، آپ نے فرمایا: جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ثابت شدہ صحیح احادیث کا انکار کرے یا کسی ایسی بات کا انکار کرے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو اور اس پر اہل ایمان کا اجماع ہو چکا ہو تو وہ شخص کافر ہے۔ (المنقب لابن الجوزی ص: ۱۸۲)



# عقیدہ

## احکام و مسائل

ترجمہ: جناب مولانا فضل الرحمن مدنی

ہو (تو ذبح کیا جاتا ہے)؟ آپ نے فرمایا: تم میں سے جو اپنے بچہ کی جانب سے ذبح کرنا چاہے تو کرے، لڑکے کی جانب سے دوہم مثل بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری۔“ (رواہ احمد و ابوداؤد والنسائی)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت سمرہؓ کی حدیث میں بچے کو اس کے عقیدہ کے عوض رہن رکھے جانے کا جو تذکرہ ہے وہ عقیدہ کے وجوب پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ اس کی تاکید مقصود ہے۔ عقیدہ دراصل مستحب ہے، کیونکہ اگر وہ واجب ہوتا تو کسی کے ارادہ اور چاہت پر موقوف نہ ہوتا اور آپ من أحب منکم أن ينسك نہ فرماتے، کیونکہ واجب کسی کے چاہنے اور پسند کرنے پر موقوف نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

### غیر مستحب پر عقیدہ نہیں

اگر کوئی بچے کی ولادت کے وقت فقیر ہو اور اسے عقیدہ کی استطاعت نہ ہو تو ایسی صورت میں اس سے عقیدہ ساقط ہو جائے گا، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲۸۶)

”اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب میں تم کو کسی کام کا حکم دوں تو جتنی تم میں طاقت ہو اس پر عمل کرو۔“ (رواہ مسلم)

### لڑکی کی جانب سے بھی عقیدہ

حدیث ”کل غلام مرهون بعقيقته“ کی بنا پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی کی جانب سے عقیدہ نہیں، کیونکہ عربی میں ”غلام“ کا معنی لڑکا ہے، لڑکی نہیں۔ تو کون سی بات درست اور صحیح ہے؟

امام ابن المنذرؒ نے یہ قول حسن بصریؒ اور قتادہؒ سے نقل کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں، کیونکہ حضرت ام کرزہؓ کی حدیث:

((عن الغلام شاتان مكافتان، وعن الحارية شاة)) (رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی وابن حبان وصححه الألبانی فی الارواء: ۳۹۰/۴)

لڑکے کی جانب سے دوہم مثل بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ہے، صریح طور پر لڑکی کی جانب سے عقیدہ کی مشرعت پر دلالت کرتی ہے اور صریح کے

دعوت کی۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے البدایہ والنہایہ: ۷/۷۷)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہود لڑکے کی جانب سے عقیدہ کرتے اور لڑکی کی جانب سے عقیدہ نہیں کرتے تھے، پس تم لوگ لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری کا عقیدہ کرو۔“ (رواہ البیہقی وانظر تحفة المودود بأحكام المولود: ص ۵۲ الفصل العاشر فی تفاضل الذکر والانثی)

بہر حال عقیدہ کا رواج اسلام سے قبل دوسری اقوام و ملل میں بھی تھا، اسلام نے آکر اس میں مناسب اصلاح و ترمیم کی، اور جو لڑکی کی جانب سے عقیدہ نہ کرنے یا عقیدہ کے خون کو بچے کے سر پر لگانے کا رواج تھا اسے ختم کیا۔

### عقیدہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

عقیدہ مسنون اور مستحب ہے اور استطاعت کی صورت میں اس کی بڑی تاکید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بچے کے ساتھ عقیدہ ہے، پس اس کی جانب سے خون بہاؤ (یعنی عقیدہ کا جانور ذبح کرو) اور اس سے (سر) کے بال منڈوا کر اور اچھی طرح غسل دے کر) میل پچیل دور کرو۔“ (رواہ البخاری)

ایک حدیث میں حضرت سمرہؓ سے روایت ہے: ”ہر بچہ اپنے عقیدہ کے بدلے رہن رکھا ہوا ہے، جسے ساتویں دن اس کی جانب سے ذبح کیا جائے گا، اسی دن اس کا نام رکھا جائے گا اور اس کا سر مونڈا جائے گا۔“ (رواہ احمد و اہل السنن، وصححه الترمذی والحاکم)

عمرو بن شعيب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیدہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”میں عقوق کو پسند نہیں کرتا، گویا کہ آپ نے اس نام کو پسند نہیں فرمایا، لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ سے اس بارے میں پوچھتے ہیں کہ اگر ہم میں سے کسی کے گھر بچے کی ولادت

### عقیدہ کا لغوی و اصطلاحی معنی

عقیدہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے بچے کی جانب سے اس کی ولادت کے ساتویں دن خوشی کے اظہار اور فرمان نبوی ﷺ کی تعمیل میں ذبح کیا جاتا ہے۔

### کیا اسلام سے قبل بھی عقیدہ کا رواج تھا؟

ہاں اسلام سے قبل بھی عقیدہ کا رواج تھا۔ اس کے کئی دلائل ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

حضرت بریدہؓ کی حدیث ہے:

((كنا في الجاهلية اذا ولد لنا غلام ذبحنا عنه شاة، وحلقنا رأسه، ولطخنا رأسه بدمها، فلما كان الاسلام كنا اذا ولد لنا غلام ذبحنا عنه شاة، وحلقنا رأسه، ولطخنا رأسه بزعفران)) (رواہ الحاکم وقال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، وقال الذهبي: صحيح خ/م)

”یعنی جاہلیت میں جب ہمارے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو ہم اس کی جانب سے بکری ذبح کرتے، اس کے سر کے بال مونڈتے، اور اس کے سر کو عقیدہ کے خون سے لت پت کر دیتے، پھر اسلام آیا تو جب ہمارے ہاں بچے کی ولادت ہوتی، ہم اس کی جانب سے بکری ذبح کرتے اور اس کے سر کے بال مونڈتے اور اس کے سر پر زعفران ملتے۔“

☆ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جاہلیت میں جب لوگ بچے کی جانب سے عقیدہ کرتے تو اس کے پیٹ کو عقیدہ کے خون سے رنگیں کر دیتے، پھر جب بچے کا سر مونڈتے تو خون اس کے سر پر لگا دیتے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ خون کی جگہ بچے کے سر پر خلوک لگایا کرو۔“ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ)

☆ اسی رواج کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے ساتویں دن آپ کا عقیدہ کیا اور لوگوں کی

مقابلہ میں پہلی حدیث کے مفہوم مخالف سے استدلال درست نہیں۔

### حضرت علیؓ کی حدیث:

”قربانی نے ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیا“ اس سے عقیقہ کے منسوخ ہونے کیلئے استدلال درست نہیں، کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: محمد بن حسن نے حدیث ”نسخ الاضحیٰ کل ذبیح“ جس کی روایت دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کی ہے، سے استدلال کر کے عقیقہ کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا، مگر اس کی سند میں ضعف ہے۔ اگر ثابت بھی مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے یہ واجب تھا پھر اس کا وجوب منسوخ ہو گیا اور استحباب باقی رہ گیا، جیسا کہ عاشوراء کے روزے کے سلسلے میں ہوا۔ (فتح الباری: ۵۸۸/۹)

### عقیقہ کی دعا

عقیقہ کے جانور کو ذبح کرنے کیلئے کوئی مخصوص دعاء وارد نہیں، اس لیے بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کر لیں تو کافی ہے۔ بہت سے علماء نے قربانی پر قیاس کر کے اس کی دعا یہاں بھی پڑھنے کیلئے اور اخیر میں اللھم منك ولك، هذه عقیقة فلان، بسم اللہ واللہ اکبر کا اضافہ کرنے کیلئے کہا ہے۔ اگر اس طرح کر لیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔

حضرت قتادہؒ سے مروی ہے کہ عقیقہ میں اسی طرح بسم اللہ پڑھا جائے گا جیسے قربانی میں کیا جاتا ہے اور بسم اللہ عقیقة فلان کہا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے حضرت قتادہؒ سے پوچھا گیا کہ عقیقہ کو کیسے ذبح کیا جائے گا تو انہوں نے فرمایا: اسے قبلہ رخ لٹایا جائے گا، پھر اس کے حلق پر چھری رکھی جائے گی، پھر اللھم منك ولك، عقیقة فلان، بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔ (انظر مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۳/۸-۲۳۵-۲۳۲۲) نیل الاوطار: ۱۳۳/۵-۱۳۴

### عقیقہ کا مسنون وقت

عقیقہ کا مسنون وقت بچہ کی ولادت کے بعد ساتواں دن ہے، کیونکہ حضرت سمرہؓ کی حدیث ہے: ((أن رسول اللہ ﷺ قال: كل غلام مرتين بعقيقته تذبیح عنه يوم سابعه ويحلق ویسمی))

(رواہ احمد والأربعة وصححه الترمذی)  
”یعنی ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن رکھا ہوا ہے، اس عقیقہ کو اس کی جانب سے ساتویں دن ذبح کیا جائے گا اور اس کے سر کو حلق کیا جائے گا اور نام رکھا جائے گا۔“

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی روایت ہے کہ: ((إذا كان يوم السابع للمولود فأهرقوا عنه دماً، وأميطوا عنه الأذى، وسموه)) (رواہ الطبرانی فی الأوسط، وسنده صحيح)  
”جب بچہ سات دن کا ہو جائے تو اس کا عقیقہ کرو، اس کے بال منڈواؤ اور نام رکھو۔“

ام المومنین حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے: ((عق رسول اللہ ﷺ عن الحسن والحسين يوم السابع وسماهما)) (رواہ البزار والحاكم وابن حبان بسند صحيح)  
”یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسینؓ کا عقیقہ ساتویں دن کیا اور ان کا نام رکھا۔“

اس معنی کی ایک حدیث بیہقی میں حضرت جابرؓ سے بھی مروی ہے۔ ان تمام حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ کا مسنون وقت ساتواں دن ہی ہے اور جو حضرت بریدہؓ کی حدیث ہے:

((العقیقة تذبیح لسبع ولأربع عشرة ولاحدی وعشرين)) (رواہ الطبرانی والبیہقی)  
عقیقہ ساتویں، چودھویں اور اکیسویں دن ذبح کیا جائے گا، وہ ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی روایت کرنے میں اسماعیل بن مسلم منفرد ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

((ورد فيه حديث أخرجه الطبراني من رواية اسماعيل بن مسلم بن عبد الله بن بريدة عن أبيه، واسماعيل ضعيف، وذكر الطبراني أنه تفرد به))  
علامہ مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

((الظاهر ان العقیقة موقفة باليوم السابع، فقول مالك هو الظاهر والله اعلم۔ وأما رواية السابع الثاني والسابع الثالث فضعيفة كما عرفت فيما مر))

اسی طرح حضرت انسؓ کی وہ حدیث بھی ضعیف ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا عقیقہ بعثت

کے بعد کیا۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے اور امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ منکر ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے فتح الباری: ۵۹۳/۹، تحفۃ الأوحی: ۳۶۳/۲، ۳۶۵۵م، سل السلام: ۳/۹۷-۹۸) اس لیے اللہ تعالیٰ جس کو استطاعت دے اسے اپنے بچوں کا عقیقہ ساتویں دن ہی کرنا چاہیے۔

احادیث نبویہ کی روشنی میں عقیقہ کا صحیح اور مسنون وقت ساتواں دن ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو بچہ یا بچی عطا کرے اور اسے عقیقہ کرنے کی استطاعت ہو تو اسے ساتویں دن ہی عقیقہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول و فعل سے اسی دن کو اس کیلئے مقرر فرمایا ہے۔ جو لوگ استطاعت کے باوجود کسی بچہ کے ختنہ یا کسی کی شادی وغیرہ تقریبات کیلئے اسے مؤخر کر دیتے یا بعض اقرباء کی آمد پر موقوف کر دیتے ہیں ان کا یہ عمل قطعاً درست نہیں۔ یہ سنت نبوی پر عمل نہیں بلکہ اس کے ساتھ من مانی کرنا ہے۔ کوئی تعجب نہیں کہ یہ بارگاہ الہی میں قبولیت حاصل کر کے باعث اجر و ثواب ہونے کے بجائے عمداً سنت نبوی ﷺ کی مخالفت اور اس کو اپنی خواہشات کے ماتحت کرنے کی وجہ سے الٹا گناہ کا سبب بن جائے، اس لئے مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

ہاں اگر کوئی شخص واقعی مجبوری و عذر کی بنا پر ساتویں دن عقیقہ نہیں کر سکا اور بعد میں استطاعت ہونے پر غلو ص دل سے اس سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اسے ہم منع نہیں کرتے، شاید اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ اسی طرح کسی شخص کا عقیقہ نہیں ہوا اور بلوغت کے بعد وہ اپنا عقیقہ کرنا چاہے تو بھی ہم اسے منع نہیں کرتے بشرطیکہ وہ اسے صرف برائے جشن نہ کر رہا ہو، کیونکہ جس طرح نماز وغیرہ عبادات جن کے اوقات مقرر ہیں انہیں اوقات مقررہ سے بلا عذر مؤخر کرنا جائز نہیں، لیکن کسی بنا پر وقت پر ادا نہ کر سکیں تو بعد میں قضاء کر لینے پر قبولیت کا امکان اور امید ہوتی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قبولیت کی امید کی جاسکتی ہے مگر اس کو کبھی بھی عقیقہ کا مسنون وقت نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ بلا عذر و مجبوری کے اسے ساتویں دن سے مؤخر کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)





## دشوق سے وابستہ سنہری یادیں

تحریک  
جناب مولانا  
عبدالمالک مجاہد  
قسط نمبر 2

عوض جربوع فلسطینی تھا۔ ہم رات گئے تک کام کرتے رہتے۔ جب رات کے گیارہ بجے ہم اچھی طرح تھک جاتے تو چائے کی ضرورت محسوس ہوتی۔ جربوع قریبی تنور سے زعتر والی گرم گرم روٹی لے آتا۔ وہ اتنی مزیدار اور نرم ہوتی کہ ہم اسے خوب مزے لے لے کر کھاتے۔ یوں بھی جوانی کا دور تھا ہر چیز ہضم ہو جاتی تھی۔ کھانے سے ایک گھنٹے بعد بھوک کا احساس پھر سے شروع ہو جاتا۔ زعتر کے فوائد پر متعدد کتابیں بازار میں ملتی ہیں۔ اس کے فوائد میں موٹی بات یہ ہے کہ اسے استعمال کرنے کے بعد آپ کو انٹی بائیوٹک دواؤں کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ معدے کو صاف کرتا ہے، گردوں کے لیے نہایت مفید ہے اور حافظے کو بڑھاتا ہے۔

آج سے پندرہ بیس سال پہلے تک دمشق میں ایک محلہ ”حارۃ الیہود“ کے نام سے بھی تھا۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں یہودی رہتے تھے۔ اس زمانے میں بہت سارے یہودی دمشق کو چھوڑ کر اسرائیل میں آباد ہو رہے تھے۔ پھر بھی دمشق کے بازاروں میں اکا دکا یہودی نظر آ جاتا تھا جو اپنی مخصوص چھوٹی سی جالی دار ٹوپی پہنے ہوئے ہوتا۔ ممکن ہے ابھی تک بعض یہودی دمشق میں باقی ہوں، لیکن یقیناً اب وہاں ان کی نہایت کم تعداد باقی ہے۔

دمشق کا قبرستان بہت ہی قدیم ہے۔ مجھے ایک مرتبہ اپنی فیملی کے ساتھ اس عظیم قبرستان میں جانے کا بھی اتفاق ہوا۔ یہاں کتنے ہی صحابہ کرام کی قبریں ہیں۔ سیدنا امیر معاویہؓ کی قبر پر مقبرہ بنا ہوا ہے۔ جب میں وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ ان دنوں شیعوں کے ڈر سے اس کی دیواروں کو لوہے کے بڑے سریوں سے محفوظ کیا جا رہا تھا۔ دروازے پر موٹا سا قفل تھا۔ کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ مؤذن رسول اللہؐ سیدنا بلالؓ کی قبر قدرے نشیبی جگہ پر تھی۔ قبرستان شہر کے اندر ہی ہے۔ مجھے ایک شامی کہنے لگا: امیر معاویہؓ کی قبر کے بارے میں روایت ہے کہ وہ اس قبرستان میں نہیں بلکہ شہر کے اندر ایک گھر میں ہے۔ میری خواہش پر میرے میزبان مجھے اس علاقے میں بھی لے گئے، مگر ہم اندر نہ جاسکے کیونکہ رات کا وقت ہونے کی وجہ سے وہ مکان بند تھا۔

دمشق سے واپسی کا سفر اختیار کرنے سے پہلے میں ایک مرتبہ بازار ضرور جایا کرتا تھا تاکہ بچوں کے لیے کچھ

ملائی ہے جو مختلف کھانوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اب تو یہ قسط عام دکانوں پر بھی بکتا ہے۔ عرب ممالک میں رہنے والوں کے لیے یہ نام جانا پہچانا ہے۔ شامی لوگ زیتون کا تیل اور زیتون کا پھل بڑی کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ زیتون کے دانے جو بیر کی شکل کے اور سائز میں اس سے ذرا چھوٹے ہوتے ہیں، مختلف رنگوں میں ہوتے ہیں اور اپنے اندر بہت سے فوائد رکھتے ہیں۔ ان کا اپنا ایک مزہ ہے۔ زیتون کا پھل شجرہ مبارکہ سے حاصل ہوتا ہے۔ قدرے تلخ ہوتا ہے، مگر جب اسے زیتون کے تیل میں ڈال دیا جائے تو حدت ختم ہو جاتی ہے۔ ارض شام پوری کی پوری زیتون کی سرزمین ہے۔ انواع و اقسام کے زیتون صحت کے لیے بڑے مفید ہیں۔ سبز رنگ کا زیتون ہو یا کالے رنگ کا، سارے ہی مزیدار اور اچھے ہوتے ہیں۔ زیتون کے درخت کی عمر سو سال تک ہوتی ہے۔

اہل شام زعتر بھی بہت کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ زعتر سونف جیسی ایک نبات ہے۔ شامی اطباء اسے خود بھی استعمال کرتے اور لوگوں کو بھی استعمال کراتے ہیں۔ فلسطینی ہوں یا شامی سب کے سب زیتون کے تیل اور زعتر کا استعمال خوب کرتے ہیں۔ ناشتے میں اگر خضر یعنی روٹی کے لقمہ کے پہلے زیتون کے تیل میں ڈبولیں پھر ”زعتر“ اس پر ڈال لیں تو یہ صحت کے لیے بے حد مفید ہے۔ جہاں تک زیتون کے تیل کا تعلق ہے میرے ایک فلسطینی دوست کے مطابق اگر ”خضر“ یعنی روٹی کے لقمے کو پہلے زیتون کے تیل میں بھگولیا جائے پھر اسے زعتر سے بھری پلیٹ کے اوپر رکھ دیں۔ زعتر روٹی کے کلوے کے ساتھ چمٹ جائے تو اسے کھالیں۔ اس کے ساتھ بغیر دودھ والی چائے ہو تو کہنے لگا: ”یا سلام“ یہ لقمہ نہایت ہی زود ہضم اور صحت کے لیے مفید ہوگا۔

مجھے یاد ہے کہ جب ہم نے آج سے پچیس چھبیس سال پہلے دارالسلام کی بنیاد رکھی تو ہمارا پہلا موظف محمد

میں نے دمشق کے حوالے سے لکھنا شروع کیا تو یادوں کے دریچے کھلتے چلے گئے۔ دمشق بلاشبہ بہت پرانا اور خوبصورت شہر ہے۔ ایک دن میں نے اپنے میزبانوں سے کہا: میرا جی پرانے شہر کی سیر کرنے کو چاہتا ہے۔ یہ سردیوں کے دن تھے۔ اس زمانے میں سردی معمول سے کچھ زیادہ پڑتی تھی۔ اندرون دمشق بالکل اندرون لاہور کی طرح ہے۔ اندرون شہر شامی حلویات بنتی ہیں۔ ایک بازار میں اکٹھی چار پانچ دکانیں ہیں۔ شامیوں نے کیا خوبصورت ڈیکوریشن کی ہوئی تھی۔ بجلی کے قہقروں کی تیز روشنی سے دکانوں کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ ایک اہم چیز جو قابل ذکر ہے وہ اس ماحول کی صفائی تھی۔ کیا محال کہ آپ کو وہاں حشرات نظر آجائیں۔ کاجو بادام اور چلنوزوں سے بنی ہوئی یہ شامی مٹھائیاں وینا بھر میں معروف ہیں۔ یا سر جب بھی ریاض آتا، شامی حلویات کے کئی ڈبے ہمراہ لاتا۔ اسی طرح جب میں شام جاتا تو کم از کم چھ سے آٹھ ڈبے میرے سامان میں ضرور رکھوا دیتا۔ میں انہیں دارالسلام کے شاف میں تقسیم کرتا اور مہمان آتے تو انہیں بڑے شوق سے پیش کرتا۔ یا سر اور میں اندرون دمشق کی سیر کرتے کرتے کنافہ کی ایک مشہور دوکان پر پہنچ گئے۔ کنافہ کی دکانیں تو اب ریاض میں بھی بن گئی ہیں، مگر جو گرم گرم اور مزیدار کنافہ میں نے اندرون دمشق کھایا اس کا مزاج ابھی یاد ہے۔ یہ اس دور کی بات ہے جب میرا بھرپور جوانی کا وقت تھا۔ شوگر کی فکر تھی نہ ہی الحمد للہ کوئی دیگر عوارض لاحق تھے۔ ملک شام میں جہاں بھی جاتا، غیر ملکی اور پاکستانی ہونے کے باعث میرے ساتھ عزت و تکریم کا سلوک کیا جاتا۔ مجھے صحیح طور پر علم نہیں کہ کنافہ کیسے بنایا جاتا ہے، مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ اس میں ”قسط“ کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔ دودھ میں سے نکالی ہوئی کریم کو اگر مزید گاڑھا بنا لیا جائے تو وہ قسط بن جاتا ہے۔ یوں سمجھیے کہ یہ دودھ کی

الرحیق المختوم کا پہلا ترجمہ ماہر ابو ذہب کی معرفت ہی کروایا، مگر یہ تجربہ زیادہ کامیاب نہ تھا۔ اس لیے ہم نے مزید کتب کا ترجمہ دمشق سے نہ کروایا بلکہ اپنا رخ امریکا اور برطانیہ کے مترجمین کی طرف موڑ دیا؛ کیونکہ اہل زبان کے ترجمے کا مزا کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ ہماری ماہر ابو ذہب سے دوستی ہو گئی۔ مجھے وقت ملتا تو انہیں بلوا لیتا یا ان کے پاس چلا جاتا۔ ان کے حکومتی عہدے داران سے روابط تھے۔ انہوں نے انگلش سکھانے والا انسٹیٹیوٹ قائم کیا تھا۔ بڑے بڑے لوگ ان کے شاگرد تھے۔ اس دور میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے دو صاحبزادے دمشق میں رہتے تھے۔ میرے میزبانوں نے کئی مرتبہ مجھے بتایا کہ جس علاقے سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں، دونوں بھائی یہیں مقیم ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات کی کوشش نہیں کی نہ ہی مجھے کوئی خاص شوق تھا۔ اب خیال آتا ہے کہ ملنے ملانے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ ممکن ہے انہیں کوئی اچھا مشورہ ہی دے دیا۔

مجھے اس علاقے کو دیکھنے کا بڑا شوق تھا جہاں کبھی حدیث پڑھی اور پڑھائی جاتی تھی۔ میں نے ایک مرتبہ خواہش ظاہر کی تو یاسر نے محمد معزز السینیانی شخص کو بلوایا۔ اسے تاریخ پر واقعی عبور حاصل تھا۔ وہ ایک مقامی سکول میں ٹیچر تھا۔ ماشاء اللہ اس کا حافظ اور حدیث کے ساتھ اس کی محبت، مجھے بارہ چودہ سال گزرنے کے باوجود آج تک یاد ہے۔ بات ایسے خوبصورت انداز میں کرتا کہ دل میں اتر جاتی۔ ہم شہر کے ایک کونے میں واقع اس علاقے میں گئے جواب کھنڈر بن چکا تھا۔ یہاں چھوٹے کمرے تھے۔ کسی زمانے میں ان حجروں میں محدثین حدیث پڑھایا کرتے تھے۔ دور دور سے طالب علم آتے اور یہاں پر حدیث پڑھتے اور پڑھاتے۔ کئی گھنٹوں پر محیط اس سفر میں امام احمد بن حنبلؒ سے منسوب ایک مسجد میں بھی گئے۔ عصر کا وقت قریب تھا۔ مسجد بطور خاص اونچی جگہ پر واقع تھی۔ خاصی پرانی مسجد تھی۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسجد امام احمد بن حنبلؒ کے دور کی بنی ہوئی ہے۔ مسجد کے صحن میں کھڑے ہو کر میں نے اپنے گائیڈ سے سوال و جواب شروع کر دیے۔ برادر یاسر نے اشارہ کیا کہ اس جگہ پر کئی آنکھیں ہمیں دیکھ رہی ہیں، لہذا یہاں سے کوچ کرنا ہی مناسب ہے۔ دمشق بڑی مبارک اور انبیاء کی سرزمین ہے۔ یہاں

ایک دن میں نے یاسر طاع سے کہا: مجھے اموی دور کے کھانوں کی خواہش ہے۔ میں چاہتا ہوں کوئی اس دور کا ریستورنٹ ہو۔ خیر شام تک ایسے ہی ایک ریستورنٹ کے بارے میں معلوم کر لیا گیا جس کے متعلق روایت مشہور تھی کہ یہ قدیم دور سے چلا آ رہا ہے۔ ہم جب ریستورنٹ میں پہنچے تو اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ یہ واقعی قدیم دور کا ہے۔ معمول کا رش تھا۔ اس عمارت کی خوبی یہ نظر آئی کہ چاروں طرف کمرے بنے ہوئے تھے۔ درمیان میں صحن تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ پرانے دور کے گھر اسی طرز کے ہوتے تھے۔ ریستورنٹ تین یا چار منزلہ تھا۔ کھانا تو مجھے اتنا پسند نہ آیا جتنا میرا شوق تھا، تاہم مجھے زمانہ قدیم ضرور یاد آ گیا۔

دارالسلام کو ان دنوں ”الرحیق المختوم“ کا انگلش ترجمہ کروانا تھا۔ میرا خیال تھا کہ دمشق یونیورسٹی میں اگر انگلش کا کوئی پروفیسر مل جائے تو وہ اچھا ترجمہ کر سکتا ہے۔ حلبوئی میں بازار سے نیچے اتریں تو ایک جگہ ”مرکز الشام للترجمة“ لکھا ہوا تھا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب مجھے ترجمہ کروانے کا بہت زیادہ تجربہ نہ تھا۔ میں نے مرکز الشام کی انتظامیہ سے رابطہ کیا۔ ادھر سے ادھر دائیں سے بائیں مختلف لوگوں سے رابطہ کرتے کرتے ہم اس کے منیجر ”ماہر ابو ذہب“ تک پہنچ گئے۔ یہ بہت اچھی انگلش جانتا تھا۔ بلکہ انگلش پڑھانے والا استاد تھا۔ بڑا ہی نفیس قسم کا انسان، خوبصورت گورا چٹا، بڑا عمدہ اور قیمتی لباس پہنے ہوئے تھا۔ اس کا دفتر دمشق کے وسط میں تھا۔ جس علاقے میں اس کا دفتر تھا ہر چند کہ یہ پرانا دمشق تھا، گلیاں زیادہ چوڑی نہ تھیں۔ دفتر بھی نچلے فلور یعنی پسمت میں تھا، مگر تھا بہت خوبصورت اور صاف ستھرا۔ ماہر ابو ذہب بڑی محبت اور خوشی سے ملے۔ چائے پوچھی تو میں نے کہا: ہم تو انگلش چائے پیتے ہیں، دودھ پتی پیتے ہیں، خالص پنجابی ہیں۔ میں نے لاہور کا نقشہ کھینچا۔ کہنے لگے: کوئی بات نہیں، ہمارے ہاں اس وقت دودھ پتی تو نہیں مل سکتی، مگر آپ کو ”زہو“ پلاتے ہیں۔ مختلف قسم کے خشک پھولوں کو کھولتے پانی میں ڈال کر دم دے دیں تو بڑی نفیس چائے بن جاتی ہے۔ اس کا اپنا ہی مزہ ہے۔ ان پھولوں میں گلاب کا پھول نمایاں ہوتا ہے۔ اس کی خوشبو کے کیا کہنے؛ تھوڑی سی شکر ملا لیں تو اس کا ذائقہ دوگنا ہو جائے گا۔ ہم نے

کپڑوں وغیرہ کی خریداری ہو سکے۔ آج سے کوئی پندرہ یا اٹھارہ سال پہلے جب میں اپنی چھوٹی بیٹی کے لیے بطور خاص کپڑے خریدنے کے لیے بازار کا رخ کرتا تھا تو میرے ساتھ عمو یا سر کا بھائی اسامہ ہوا کرتے۔ خرید و فروخت کرنا میرے جیسے آدمی کے لیے بڑا مشکل کام ہے، مگر اس کے لیے ایک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ بازار جانے سے پہلے آپ اپنا بجٹ مقرر کر لیں۔ پھر آپ کو خرید و فروخت کرنے میں آسانی ہوگی۔ خریداری سے پہلے بجٹ متعین کرنے کا طریقہ میں نے مدتوں پہلے سنگاپور ائرپورٹ پر سیکھا تھا۔ غالباً 1985 کی بات ہے میں سنگاپور سے پہلی مرتبہ ملائیشیا جانے کے لیے ائرپورٹ پر گیا تو ایسے ہی دل میں خیال آیا کہ وہاں کے مناظر بڑے خوبصورت ہیں کیونکہ ایک کیمرا خرید کر انہیں محفوظ کر لیا جائے۔ سنگاپور ائرپورٹ پر ان دنوں بہت سی دکانوں پر درجنوں اقسام کے کیمرے پڑے ہوئے تھے۔ میں نے جب ان کو دیکھنا شروع کیا تو سیل پر مامور لڑکی نے مجھ سے پوچھا: سر! میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں؟ میں نے کہا: مجھے کیمرا خریدنا ہے۔ کہنے لگی: سر! اگر آپ برا محسوس نہ کریں تو کیا میں آپ کا بجٹ جان سکتی ہوں کہ آپ کیمرے کی خریداری کے لیے کتنا خرچ کر سکتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے پاس بہت مہنگے، درمیانی قیمت کے اور بہت سستے کیمرے بھی موجود ہیں۔ میرے لیے آسانی ہوگی کہ میں آپ کے بجٹ کے مطابق آپ کی رہنمائی کر سکوں۔ خیر اب مجھے یہ تو صحیح طور پر یاد نہیں کہ میں نے کیمرا لیا تھا یا نہیں، میرا غالب خیال ہے کہ میں نے نہیں خریدا تھا، مگر خرید و فروخت کا طریقہ معلوم ہو گیا کہ بازار جانے سے پہلے آپ اپنے ذہن میں ایک بجٹ رکھ لیں تو آپ کو شاپنگ میں آسانی ہوگی۔

اس دور میں دمشق میں بچیوں کے لیے ایسے ایسے خوبصورت کپڑے ہوتے تھے کہ ان کا انتخاب مشکل ہو جاتا۔ میں عمو دو سے تین جوڑے خریدتا۔ فراک کے علاوہ چوڑی وار پاجامہ، سر پر رکھنے کے لیے ہیٹ اور ہاتھوں کے لیے خوبصورت ہینڈ بیگ ہوتا تھا۔ بچیاں یہ کپڑے پہن کر اور بھی پیاری لگنے لگ جاتیں۔ عمو میں ڈیڑھ سے دو سو ڈالر کا بجٹ لے کر جاتا۔ واپس گھر پہنچتا تو بیٹی منتظر ہوتی اور انہیں پہن کر خوش ہو جاتی۔



مجموعی اعتبار سے تاریخ اہل حدیث کا ایک ایک لفظ مسلک اہل حدیث اور تاریخ اہل حدیث کی عکاسی کرتا ہے اس میں مولانا محمد حسین بنالوی کے ماہنامہ اشاعت السنہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر، مولانا محمد جو نا گدھی کے اخبار محمدی دہلی، دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے ماہنامہ محدث، چندر روزہ نور توحید لکھنؤ، مسلم اہل حدیث گزٹ دہلی، اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے توحید امرتسر سے بہت سی تحریریں مناسب ایڈیٹنگ کے بعد شامل اشاعت کی گئی ہیں اور یوں آنے والی نسلوں کے لئے قافلہ اہل حدیث کے ان مٹ نقوش کو تاریخ اہل حدیث کے صفحات پر مرسم کر دیا گیا ہے۔

تاریخ اہل حدیث ڈاکٹر صاحب کی حیرت انگیز اور عظیم علمی کاوش ہے اس پر وہ بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کی اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔ والسلام۔



ڈاکٹر مولانا محمد یوسف پوری کی رہائی کے سلسلہ میں مولانا محمد نعیم بٹ کی قیادت میں ریلی

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے راہنما مولانا محمد یوسف پوردی کے پراسرار اغواء کے خلاف مرکزی جمعیت اہل حدیث ڈسک نے حافظ عبدالغفور طاہر امیر تحصیل ڈسک اور حافظ عبدالغفار ناظم تحصیل ڈسک اور اہل حدیث پوٹھو فورس نے ایک زبردست احتجاجی ریلی کا انعقاد کیا جس میں مرکز کی طرف سے مولانا محمد نعیم بٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ احتجاجی ریلی میں ہزاروں کی تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ عوام کا پر جوش و جذبہ دیدنی تھا۔ اس موقع پر مولانا محمد نعیم بٹ نے ریلی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ایک پراسن جماعت ہے، ہمارے علماء کی قسم کی قسمی سرگرمیوں میں لوٹ نہیں، مولانا یوسف پوردی حق و سچ کی آواز ہیں اور یہ آواز گرفتاریاں، تشدد کے ڈر سے دبائی نہیں جاسکتی۔ مولانا یوسف پوردی کا اغوا پوری اہل حدیث قوم کے لیے تشویش کا باعث ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا صاحب پر تمام ناجائز مقدمات ختم کر کے انہیں جلد از جلد رہا کیا جائے ورنہ اس وادمان کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔

دیے گئے۔ ہم سب نے زمین پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔ مجھے ان نوجوانوں اور ملنے والے شاہیوں کا یہ انداز بڑا عمدہ لگا کہ جو بھی آیا خالی ہاتھ نہیں آیا۔ کچھ نہ کچھ ہاتھ میں لے کر داخل ہوا۔ آپ کسی بڑے رشتہ دار عالم دین یا کسی محترم و محبوب شخصیت سے ملنے جا رہے ہیں تو اپنے ہمراہ کباب یا کوئی ہلکی پھلکی ڈش بنا کر لے جائیں۔ اس میں حرج دالی کوئی بات نہیں بلکہ وہ بزرگ، بوڑھے والدین، دادا، دادی یا دیگر اقارب ہمیں دعائیں ہی دیں گے اور اس عمل سے آپ کی عزت میں اضافہ ہی ہوگا۔ میں اس رات ان کے ہاں سے محبتیں سمیٹتے ہوئے واپس آیا۔

شام کا شہر نصری اسلامی تاریخ کے معروف شہروں میں سے ہے۔ اس شہر کی سب سے نمایاں بات یہ ہے کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ، چچا ابوطالب کے ہمراہ اپنے بچپن میں یہاں تشریف لائے تھے۔ بحیرہ راہب میں رہتا تھا۔ مجھے اس جگہ کو دیکھنے کا بہت شوق تھا۔



#### تاریخ اہل حدیث

کیندر پاڑا۔ باری، دھول پور، کیکڑی، فیض آباد، رائے درگ، اندور، رتلام، دہلی وغیرہ کے مقامات شامل ہیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری پر ہونے والے قاتلانہ حملے کے نتیجے میں ہونے والی عدالتی کارروائی کی تفصیلات بھی ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر سے نقل کر دی ہیں۔

تاریخ اہل حدیث کی جلد چہارم کے دہلی ایڈیشن جو صفحات ۸۱۴ پر مشتمل ہے، ۲۰۱۰ء میں نکلا۔ اس میں تبیان الشریک از مولانا ولایت علی صادق پوری، بت حکم از مولانا عنایت علی صادق پوری، فیض الفیض از مولانا فیاض علی صادق پوری، الدرر البیہ از قاضی محمد بن علی شوکانی، معیار الحق از میاں نذیر حسین محدث دہلوی، ثبوت الحق الحقیق، واقعہ الفتویٰ دافعة البلوی، نیز سید احمد حسن دہلوی کی تلخیص الافغانی مابنی علیہ الاختصار، براہین اثنا عشر از سید محمد نذیر سہوانی، اجتہاد و تقلید از مولانا ثناء اللہ امرتسری شامل کتاب ہے۔ معیار الحق کی سابقہ اشاعتوں میں کتابت کی غلطیوں، نیز ترجمہ کی تکرار، اور الجھاؤ کو دور کر دیا گیا ہے۔

کا پانی بڑا میٹھا ہے۔ اہل دمشق جس جگہ کا پانی پیتے ہیں اس کا نام ”عین الفیض“ ہے۔ یہ جگہ دمشق سے مغرب کی طرف کوئی تیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کے بارے میں آگے جا کر لکھوں گا۔

شام پر ایک زمانے میں فرانس کا راج تھا۔ شام کے باشندوں نے ایک طویل جدوجہد اور لاتعداد قربانیوں کے بعد فرانس سے سترہ اپریل ۱۹۴۶ء کو آزادی حاصل کی۔ ایک دن میرے میزبان مجھے کہنے لگے: آج ہم آپ کو جنگ آزادی کے ایک ہیرو سے ملانا چاہتے ہیں۔ شہر کے پوش علاقے کے ایک خوبصورت گھر میں جنگ آزادی کے ایک ہیرو سے میری ملاقات کروائی گئی۔ بہت بڑا ہال نما کمرہ تھا، جس کے ایک طرف ایک باوقار معمر شخصیت تشریف فرما تھی۔ ہم شام کے وقت ان کے ہاں پہنچ گئے۔ ان کی عمر اس وقت ۷۰ سال سے زائد تھی۔ گورے چنے رنگ کے بوڑھے میاں کی شکل و صورت سے نظر آ رہا تھا کہ انہوں نے بڑی بھرپور جوانی گزاری ہوگی۔ میرا ان سے تعارف کروایا گیا، بہت خوش ہوئے، میں نے سلام کیا تو انہوں نے ازراہ محبت و شفقت اپنے ساتھ ہی بٹھالیا۔ وہ مجھے آہستہ آہستہ جنگ آزادی کی داستان سناتے رہے۔ اس دوران بہت سارے نوجوان اور ادھیڑ عمر لوگ گھر میں داخل ہوتے رہے۔ ان کی شکل و صورت سے نظر آ رہا تھا کہ یہ نہایت پڑھے لکھے، مختلف اداروں میں اعلیٰ افسران اور کاروباری لوگ ہیں۔ اکثر و بیشتر کے ہاتھوں میں کباب، شاورما اور دیگر اشیاء کے بیگ تھے۔ ہال میں بڑا سادہ ستر خوان بچھا دیا گیا۔ آنے والا پہلے تو خاموشی سے اپنا شاپنگ بیگ دستر خوان پر رکھتا پھر سیدھا شیخ کے پاس آتا، ان کے سر کو چومتا، بعض ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے صوفوں پر بیٹھتے چلے جاتے۔ معلوم ہوا کہ یہ ہر ہفتے کا معمول ہے۔ صاحب حیثیت لوگ ہر ہفتے آتے ہیں، اپنے اس قومی ہیرو کو سلام کرتے ہیں، ان کے پاس بیٹھتے ہیں، تبادلہ خیالات کرتے ہیں اور اپنے سوالوں کے جوابات پاتے ہیں۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں ان کا نام یاد نہیں رکھ سکا، مگر ان کی شکل و صورت سے نظر آ رہا تھا کہ وہ اپنے دور کی عظیم شخصیت رہی ہے۔ انہوں نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو دستر خوان چن دیا گیا، یا بالفاظ دیگر کھانے کے پیکٹ کھول



اس سے بعد کے ادوار میں آپ کی تصانیف کو بہت زیادہ مقبولیت ملی۔ قدردان آپ کی تصنیفات کو حاصل کرنے اور ان سے استفادہ کرنے میں خوب رغبت رکھتے تھے۔ چونکہ امام بغویؒ نے مصابیح السنہ کی فصل دوم میں مختلف کتب حدیث سے انتخاب کردہ احادیث کو ”الحسان“ کا نام دیا ہے تو سراج الدین عمر بن علی القرطبیؒ اور امام ابن الجوزیؒ نے فصل دوم میں درج کردہ بعض احادیث پر نقد کرتے ہوئے انہیں ”موضوع“ قرار دیا تو شیخ الاسلام حافظ ابن حجر العسقلانیؒ، حافظ صلاح الدین ابوسعید خلیل بن کیکلادی دمشقیؒ اور حافظ محمود سعیدؒ نے آپ کی طرف سے دفاع کیا۔

**شرح** علمی حلقوں میں مصابیح السنہ کو اس قدر اہمیت ملی کہ بے شمار کبار اہل علم نے اس کی مختصر و مطول شرح لکھی ہیں۔ چالیس سے زائد ایسے اہل علم ہیں جنہوں نے اس کی شرح لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ ان میں سے امام ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاویؒ کی ”تحفۃ الابرار“ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین التوریشیؒ کی ”المیسر“ علامہ محمد المناویؒ کی ”لباب الصدور“ علامہ عبدالرحمن بن خلیلؒ کی ”توہید المصالح“ اور امام ابوعبداللہ بن محمد شرف الدین بن ابراہیم السلمی الشافعیؒ کی کشف المناہج والتناہج فی شرح احادیث المصالح“ کافی شہرت کی حامل ہیں۔

**اختصارات** متعدد اہل علم نے اس کتاب کے اختصار بھی کئے۔ ① ضیاء المصالح، امام علی بن عبدالکافی السبکیؒ ② مختصر المصالح، علامہ عبدالقادر بن عبداللہ السمر وردیؒ

**تخریجات** کتاب کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر بعض اہل علم نے اس کی تخریج بھی کی۔

① التخریج فی فوائد متعلقہ باحادیث المصالح لابن الطاهر محمد بن یعقوب الفیر وزآبادیؒ

② ہدایۃ الرواۃ الی تخریج احادیث المصالح والمشکوۃ لشیخ الاسلام حافظ ابن حجر العسقلانیؒ

**وفات و تدفین** ”احیاء السنہ“ کا اعزاز پانے والے اس عظیم محدث نے 80 سال سے زائد عمر پا کر شوال ۵۱۶ھ میں داعی اجل کو بلکہ کہا اور ”مرد“ کے مقبرہ الطالقان میں اپنے شیخ محترم قاضی حسین بن محمد الرزدیؒ کے پہلو میں آسودہ خاک ہوئے۔ رحمہ اللہ وغفرلہ و رفع درجاتہ۔ آمین!

ایک ہی ٹکڑا کھانے پر اکتفا کرتے تھے۔ بعد میں احباب کے اصرار پر روغن زیتون کے ساتھ روٹی کھانے لگے۔

**تصنیفات** آپ نے بہت سی کتب تصنیف فرمائیں، ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

- ① معالم التنزیل (تفسیر) ② شرح السنہ (حدیث)
- ③ الجمع بین التحسین ④ التہذیب (فقہ)

- ⑤ شرح جامع الترمذی ⑥ معجم الشیوخ
- ⑦ الکفایۃ فی القراءۃ ⑧ مصابیح السنہ

**مصابیح السنہ** جمع و ترتیب حدیث کے سلسلے میں آپ کی یہ کتاب انتہائی جامع اور شان دار ترتیب کی حامل ہے۔ اہل علم نے اس کتاب کے متعدد نام ذکر کئے ہیں، مثلاً المصالح، مصابیح الدینی، المصالح فی الحدیث، المصالح فی الصحاح والحسان، مصابیح السنن وغیرہ۔ تاہم علمی حلقوں میں اس کتاب کو عام طور پر ”مصابیح السنہ“ لکھا جاتا ہے۔

**انداز تالیف** آپ نے اپنی اس تالیف میں نہایت اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے احادیث کی سندوں کو حذف کر دیا اور ہر باب کو دو فضلوں میں تقسیم کیا۔ پہلے فصل میں آپ نے ایسی احادیث کو ذکر کیا جنہیں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں نے یا ان میں سے کسی ایک نے اپنی اپنی تصنیف میں روایت کیا ہے اور دوسری فصل میں صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے منتخب احادیث ذکر کی ہیں۔

آپ پہلی فصل میں مذکور احادیث کو ”الصحاح“ اور دوسری فصل میں ذکر کردہ احادیث کو ”الحسان“ (”حسن“ کی جمع) قرار دیتے ہیں۔ اس اصطلاح کی ایجاد و اختیار میں آپ منفرد ہیں۔ آپ نے احادیث کو ذکر کرتے ہوئے نہ صرف اسانید کو حذف کیا بلکہ اپنے مخصوص مزاج کے پیش نظر یہ بھی ذکر نہیں کیا کہ ان احادیث کو کون سے محدثین نے اپنی اپنی کتب حدیث میں روایت کیا ہے۔

**اہل علم کے ہاں مصابیح السنہ کی اہمیت و مقبولیت** یہ آپ کا اخلاص ہی تھا کہ آپ کی زندگی میں اور

یحیی السنہ امام ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد الفراء، البغوی رحمہ اللہ چھٹی صدی ہجری کے معروف محدث اور صاحب علم بزرگ ہیں۔ اللہ کریم نے آپ کو بے شمار علمی خوبیوں اور بہت سے اعزازات سے نوازا تھا۔ آپ اپنے دور کے بڑے زاہد، عابد، فقیہ، محدث، مفسر اور علوم قرآن کے ماہر تھے۔

**کنیت، لقب اور نسبت** آپ کی کنیت ”ابو محمد“ لقب ”الفراء“ اور ”بغوی“ نسبت ہے۔ ”الفراء“ یہ لفظ ”فرو“ سے باخوذ ہے۔ عربی میں ”فرو“ چڑے کو کہتے ہیں۔ ”فرا“ کا معنی ہے: چڑا فروں یا چڑا رنگے والا۔

آپ کے والد گرامی چڑا خرید کر، اس کی دباغت یعنی رنگائی، صفائی اور ستھرائی کر کے فروخت کیا کرتے تھے۔ اپنے والد کے اس پیشے کی وجہ سے آپ بھی ”الفراء“ مشہور ہو گئے۔

**تہمت** یاد رہے کہ علوم نحو کے ایک مشہور استاذ اور عالم بھی ”فراء“ کے لقب سے معروف ہیں۔ وہ آپ کے علاوہ دوسرے فرد ہیں۔ آپ خراسان اور ہرات کے نواح میں واقع ”بلغ“ نامی قصبے کے رہنے والے تھے۔ اس نسبت سے آپ کو ”بغوی“ کہا جاتا ہے۔

**”یحیی السنہ“ کا لقب** آپ کی تصنیفات میں ایک کتاب ”شرح السنہ“ ہے۔ اہل علم لکھتے ہیں کہ آپ جب اپنی اس تصنیف سے فارغ ہوئے تو خواب میں آپ کو رسول اللہؐ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے فرمایا: تم نے ”میری احادیث کی شرح لکھ کر میری سنتوں کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔“ اس سے آپ کو ”یحیی السنہ“ (یعنی سنتوں کو زندہ کرنے والا) کا لقب دیا گیا۔ ”رکن الدین“ بھی آپ کا ایک لقب ہے۔

**ولادت، عادات و اطوار**

آپ کی ولادت ۳۳۳ھ یا ۳۳۵ھ کو ہوئی۔ آپ از حد سادہ مزاج اور قناعت پسند تھے۔ بالعموم سادہ روٹی کا



ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے صرف ایک عبا پہن رکھی ہے اور کاٹا لگا رکھا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا تمام مال و زر اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالا ہے، اب ان کے پاس کچھ نہیں بچا۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا: ان سے کہو کہ اللہ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے ابوبکرؓ! کیا تم اس فقیری حالت میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش؟ حضورؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اللہ تعالیٰ کا سلام کہا اور جواب مانگا تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ ”میں اپنے رب سے کیسے ناراض ہو سکتا ہوں بلکہ میں اس حالت میں بہت خوش ہوں۔“ سبحان اللہ! کیا مقام ہے صدیق اکبرؓ کا، رفیق غار کے ایثار اور قربانی پر عرش بریں کا مالک بھی ابوبکر صدیقؓ کو سلام بھیجتا ہے۔

(بحوالہ تفسیر محمدی، تفسیر ابن کثیر)

﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۖ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۖ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۚ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ﴾ (واللیل: ۱-۳)

”قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔ قسم ہے دن کی جب روشن ہو جائے اور اس چیز کی قسم جو اس نے نر اور مادہ پیدا کیا ہے، بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔“

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ مکہ مکرمہ میں ہی ابتدائے اسلام کے زمانہ میں کمزور لوگوں کو جو مسلمان ہو جاتے تھے، آزاد کرادیا کرتے تھے، اس پر ایک دفعہ آپ کے والد حضرت ابوقحافہ نے (جو کہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) کہا کہ بیٹا! تم جو ان کمزور قیدیوں کو آزاد کراتے پھرتے ہو، اس سے اچھا ہے کہ نو جوان طاقت والوں کو آزاد کراؤ تا کہ وہ وقت پر تمہیں کام آئیں، تمہاری مدد کریں اور دشمنوں سے لڑیں۔ تو صدیق اکبرؓ نے جواب دیا: اباجی! میرا ارادہ دنیوی فائدے کا نہیں بلکہ میں تو صرف رضائے الہی چاہتا ہوں۔ اس موقع پر رب کائنات نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں سورۃ النمل کی آیات نازل فرمائیں جن سے عظمت صدیق اکبرؓ اجاگر ہو رہی ہے۔ (ابن جریر)

قرآن اور ابوبکر صدیقؓ

﴿وَلَا يَأْتِلُ أُولُوا الْقُصْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ



نام و نسب

آپ تقریباً آنحضرتؐ کے ہم عمر تھے۔ طبیعت کی یکسانی کی وجہ سے بچپن ہی سے دونوں میں بہت دوستی تھی۔ ان تعلقات کی بنا پر دونوں ایک دوسرے کے اخلاق و سیرت سے اچھی طرح واقف ہو چکے تھے۔ چنانچہ حضورؐ نے جب پہلی مرتبہ اسلام کی دعوت دی تو صدیق اکبرؓ نے بلا تامل اس کی تصدیق کی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ قرآن کے آمیزہ میں!

اللہ کا سلام بنام صدیقؓ..... سورۃ الحدید میں ہے: ﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاتُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلْ أُولَٰئِكَ أُعْطُوا دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾

(حدید: ۱۰)

”اور تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، آسمانوں اور زمین کی سیرات اللہ ہی کے لیے ہے۔ تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا (یعنی صلح حدیبیہ سے پہلے) یہ لوگ بڑے درجے والے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے صلح حدیبیہ کے بعد خرچ کیا اور لڑائی کی یعنی کہ جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سے اچھا وعدہ کیا ہے اور اللہ خبردار ہے اس چیز سے جو تم عمل کرتے ہو۔“

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا اور اپنا سارا مال و زر صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے اس کی راہ میں خرچ کر دیا جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے مطلوب نہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں دربار رسالت مآبؐ میں تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی تشریف فرما تھے تو حضرت جبریلؑ تشریف لائے اور آنحضرتؐ سے پوچھا: ”کیا بات

آپ کا نام عبداللہ کنیت ابوبکر اور صدیق لقب، والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ تھی۔ والدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت ام الخیر تھی۔ چھٹی پشت پر آپ کا نسب نامہ آنحضرتؐ سے مل جاتا ہے۔ قریش کے سیاسی نظام میں خون بہا کے مال کی امانت داری کا عہدہ آپ ہی کے پاس تھا۔ اسلام سے قبل آپ تجارت کرتے تھے، آپ ابتدا ہی سے سلیم الفطرت تھے۔ چنانچہ زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کا دامن اخلاقی قبیحہ کے مفاسد سے پاک رہا۔ اسی زمانے سے لوگوں پر آپ کے حسن اخلاق، راست بازی اور متانت و سنجیدگی کا سکہ بیٹھا ہوا تھا، شرفائے مکہ آپ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

قبول اسلام کے بعد اسلام کی تبلیغ میں آنحضرتؐ کے دست راست بن گئے، کسی صحابی کی اسلامی خدمات آپ کے برابر نہیں ہیں۔ ان کی مختصر فہرست یہ ہے کہ قریش کے عمر رسیدہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ مکہ کی پرخطر اور مظلومیت کی زندگی کے ہر مرحلہ میں حضورؐ کے پشت پناہ رہے، تبلیغ اسلام میں ہمیشہ آنحضرتؐ کا ساتھ دیا۔ اکابر صحابہؓ آپ کی کوشش سے مشرف باسلام ہوئے۔ ہجرت کے بعد جب آنحضرتؐ نے مسجد کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو اس کی زمین جو کہ دو قبیہوں کی تھی، کی قیمت حضرت ابوبکرؓ نے ادا کی۔ اس طرح مدینہ میں پہلا خانہ خدا حضرت ابوبکرؓ کی مدد سے تعمیر ہوا۔ (فتح الباری جلد ۷)

تقویٰ اور پرہیزگاری:

حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے زاہد، متقی اور رفیق القلب تھے۔ تواضع، انکساری اور پرہیزگاری میں آپ بڑی شہرت رکھتے تھے۔ آپ ایمان کے کپے اور قول کے سچے تھے، جو بات آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے سنتے فوراً تصدیق کرتے، اسی وجہ سے آپ صدیق کہلائے۔

لَيْسَ سَبِيلَ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ  
أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ

(النور: ۲۲)

”اور تم میں سے بڑے درجے والے اور کشائش والے قسم نہ کھائیں، اس بات پر کہہ دیں وہ قریبی رشتہ داروں، محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہئے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طوفان اٹھانے والوں میں بعض مسلمان بھی نادانی سے شریک ہو گئے، ان میں سے ایک حضرت مسطح تھے، جو نہاجر ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی تھے۔ قصہ اٹک سے قبل سیدنا صدیق اکبرؓ ان کی خبر گیری کیا کرتے تھے لیکن قصہ اٹک کی وجہ سے حضرت مسطحؓ کی خبر گیری اور امداد بند کر دی۔ قصہ اٹک ختم ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت آسمان سے نازل ہو چکی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ آئندہ میں حضرت مسطحؓ کی امداد نہ کروں گا۔ چنانچہ ”ولا یاتل اولی الفضل..... الخ“ آیت نازل کی گئی۔ ابوبکر صدیقؓ نے جب ”الا تحبون ان یغفر اللہ لکم“ (کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے) تو فوراً بول اٹھے کہ ”بلی یا رب انا نحب“ بے شک ہم ضرور چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اس کے فوراً بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت مسطحؓ کی جو امداد کرتے تھے، بدستور جاری کر دی بلکہ بعض روایات میں ہے کہ پہلے سے بھی زیادہ کر دی۔ (حوالہ تفسیر محمدی)

رشتہ دار ابوبکر صدیقؓ اور قرآن

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو وہ شرف حاصل ہے جو کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں نہیں آیا۔ مسلمان اہل مکہ کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ آخر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا۔ مشرکین کا آخری فیصلہ یہ قرار پایا تھا کہ ہر قبیلہ کا ایک نوجوان آئے اور وہ سب مل کر بیک وقت آپ ﷺ پر تلواروں کی ضربیں لگائیں تاکہ جو خون بہا دینا پڑے وہ سب قبائل پر تقسیم ہو جائے

اور بنی ہاشم کو یہ ہمت نہ ہو کہ خون کے انتقام میں سارے عرب سے لڑائی مول لیں۔ جس شب اس ناپاک کارروائی کو عملی جامہ پہنانے کی تجویز تھی، حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا تاکہ لوگوں کی امانتیں احتیاط سے آپ ﷺ کے بعد مالکوں کے حوالہ کر دیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تسلی دی کہ تمہارا بال بھی بیکار نہ ہوگا پھر خود بہ نفس نفیس ظالموں کے جہوم میں سے ”شاہت الوجہ“ فرماتے ہوئے اور ان کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے صاف نکل آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مکہ سے چند میل دور غار ثور میں قیام فرمایا۔ یہ غار پہاڑ کی بلندی پر واقع ہے جس میں داخل ہونے کا صرف ایک ہی راستہ تھا وہ بھی ایسا تنگ کہ انسان کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اس میں گھس نہیں سکتا تھا، صرف لیٹ کر داخل ہونا ممکن تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اندر جا کر اسے صاف کیا، سب سوراخ کپڑے سے بند کئے تاکہ کوئی موزی چیز گزند نہ پہنچائے۔ ایک سوراخ باقی تھا اس پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ پھر حضور ﷺ سے اندر تشریف لانے کو کہا۔

آپ ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ سانپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پاؤں ڈس لیا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پاؤں کو حرکت نہ دیتے تھے، مبادا حضور ﷺ کے استراحت میں خلل پڑے۔ جب آپ ﷺ کی آنکھ کھلی اور قصہ معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے لعاب مبارک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لگا دیا جس سے فوراً شفا ہو گئی۔ ادھر کفار مکہ حضور ﷺ کی تلاش میں نکلے۔ انہوں نے غار ثور تک نشان قدم کی شناخت کی مگر خدا کی قدرت کہ غار کے دروازہ پر مکڑی نے جالاتن دیا اور جنگلی کیوتر نے اٹھ دے دیئے۔ یہ دیکھ کر سب نے قیافہ شناس (کھوجی) کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ یہ جالا تو محمد ﷺ کی ولادت سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے اگر اندر کوئی داخل ہوتا تو یہ جالا اور اٹھ دے کیسے صحیح و سالم رہ سکتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اندر سے کفار کے پاؤں نظر آرہے تھے، انہیں فکر تھی کہ جان سے زیادہ محبوب جس کے لیے سب کچھ فدا کر چکے ہیں ان پر دشمنوں کی نظر نہ پڑ جائے۔ گھبرا کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ!

اگر ان لوگوں نے ذرا جھک کر اپنے قدموں کی طرف نظر کی تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”ابوبکر رضی اللہ عنہ! تیرا کیا خیال ہے ان دو کی نسبت جن کا تیسرا اللہ ہے۔“ یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے تو پھر کسی کا ذر نہیں۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ایک قسم کی کیفیت سکون و اطمینان حضور ﷺ کے قلب مبارک اور آپ ﷺ کی برکت سے ابوبکرؓ کے قلب پر نازل فرمائی اور فرشتوں کی فوج سے حفاظت و تائید کی۔ یہ اسی غیبی تائید کا کرشمہ تھا کہ مکڑی کا جالا بڑے بڑے مضبوط اور مستحکم قلعوں سے بڑھ کر ذریعہ تحفظ بن گیا، اس طرح اللہ نے کافروں کی بات نیچی کی اور ان کی تدابیر خاک میں ملا دیں۔ آپ ﷺ تین روز قیام فرما کر باعافیت مدینہ طیبہ پہنچ گئے، بے شک انجام کار خدا ہی کا بول بالا ہوتا ہے، وہ ہر چیز پر غالب ہے۔ اسی واقعہ کی طرف سورہ توبہ میں اشارہ کیا گیا ہے جس سے مقام صدیق نمایاں ہو رہا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيًا أَثْنَيْنِ إِذْ هَمَّا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السَّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (توبہ: ۴۰)

”اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو اس کی مدد اللہ تعالیٰ نے کی جس وقت کافروں نے اسے نکالا تھا کہ وہ دوسرا تھا دو میں، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے رفیق (یعنی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے تھے کہ ”غم نہ کھا بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اس پر تسکین اتاری اور ایسے لشکروں سے اس کی مدد کی جسے وہ دیکھ نہیں سکتے تھے اور کافروں کی بات نیچے ڈال دی، اللہ تعالیٰ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عیاں ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غار والی نیکی مجھے دے دیں اور سیری تمام زندگی کی نیکیاں حضرت ابوبکر صدیقؓ لے لیں۔ (ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔)

♦♦♦♦♦



## تاریخ اہل حدیث... ایک حیرت انگیز کاوش

ترجمہ (مولانا) محمد رمضان بیٹ سلی

تاریخ وہ آئینہ ہے کہ جس کے تناظر میں جھانک کر دیکھیں تو انسانی دنیا کے مذاہب و اقوام کی ایک دل کش تصویر دکھائی دے گی۔ کہیں کسی کی فتح و نصرت کے شادیاں نے بجتے دکھائی دیتے ہیں تو کسی کی ناکامیوں کا نوچ دکھائی دیتا ہے۔ تاریخ کے اوراق میں مختلف مذاہب و اقوام کے سپوتوں کے کارناموں کی دل چسپ داستان ہے، تو کہیں قوموں کی تباہی کا سامان کرنے والوں کے قصے رقم ہیں۔ بلاشبہ تاریخ ایک صاف و شفاف شیشہ ہے کہ جس میں مذاہب و اقوام کے ماضی کی جھلک نمایاں دیکھی جاسکتی ہے۔ زندہ قومیں ہمیشہ اپنی تاریخ اور ماضی کو سامنے رکھتی ہیں اور پھر اسی کی روشنی میں اپنے حال اور مستقبل کے لئے لائحہ عمل کو تیار کیا جاتا ہے۔

جماعت اہل حدیث کی بھی ایک تاریخ ہے اور یہ اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ خود اسلام۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس جماعت حقہ کے بانی تھے کہ جو حضرت محمد ﷺ کی مبارک احادیث پر تن من دھن سے عمل پیرا ہوئے۔ اس اعتبار سے وہ اولین اہل حدیث تھے۔

برصغیر پاک و ہند میں پہلی صدی ہجری کے ابتدائی عشروں میں ہی اسلام آگیا تھا۔ سندھ کے راستے مختلف ادوار میں صحابہ کرام اور تابعین عظام اس خطے میں تشریف لائے۔ وہ لوگ صحیح معنوں میں مسلمان اور کتاب و سنت پر عامل تھے۔ یہاں آکر انہوں نے اسلام کی نشرو ترویج اور توحید و سنت کے فروغ کے لئے دعوت و تبلیغ کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ ان کی تبلیغی مساعی سے اس خطہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی اور عمل بالحدیث کو فروغ ملا۔

برصغیر میں اسلام کی آمد کے ابتدائی دور کو دیکھیں تو یہاں خالص اسلام نظر آئے گا۔ یہ سب ان نفوس قدسیہ کی تبلیغی مساعی کا رہن منت ہے، جو سر زمین عرب سے یہاں تشریف لائے اور یہ لوگ حدیث رسول ﷺ پر عمل کرنے والے و اہل حدیث تھے۔ ایک عرصے تک یہ

سلسلہ خوش اسلوبی سے چلتا رہا۔ جب تقلیدی اور فقہی مذاہب معرض وجود میں آئے تو ان تقلیدی مذاہب کے مبلغین نے اس خطے کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا محور بنالیا اور پھر رفتہ رفتہ یہاں فقہ حنفی نے فروغ حاصل کرنا شروع کیا۔ برصغیر چوں کہ مختلف مذاہب و اقوام پر مشتمل خطہ

ہے اور یہاں کے لوگ ضعیف الاعتقاد بھی ہیں، پھر اس خطے میں جو مسلم حکمران گزرے ہیں وہ عام طور پر اسلامی تعلیم سے نا بلد اور عیش پسند قسم کے لوگ تھے، اور آسانیاں چاہتے تھے، فقہ حنفی چونکہ ان کے مطلب اور ذوق سے ہم آہنگ تھی، اس لئے انہوں نے اس تقلیدی مذہب کو پوری طرح سپورٹ کیا۔ ان کے اس اقدام کی وجہ سے عمل بالحدیث مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہونے لگا اور اس کی جگہ فقہ حنفی کو ہی اسلامی تعلیم سمجھنے لگے۔

اس سے پہلے کہ یہ خطہ تقلیدی مذاہب کے اندھیروں میں ڈوب جاتا، اللہ تعالیٰ نے جماعت اہل حدیث کی نشاۃ ثانیہ کے لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی صورت میں ایک عظیم مصلح پیدا کیا جنہوں نے یہاں عمل بالحدیث کی طرح ڈالی۔ ان کے بعد اسی خاندان کے گل سرسبد مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی، شاہ محمد اسحاق دہلوی اور میاں نذیر حسین محدث دہلوی نے اس کو بام عروج تک پہنچا دیا۔ آج اس سرزمین کے کونے کونے میں جماعت اہل حدیث کا وجود اور مسلک عمل بالحدیث نمایاں نظر آتا ہے۔ یہ بہت بڑی خدمت ہے جو ان عالی قدر بزرگوں نے سرانجام دی۔ دیگر ممالک کی طرح پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں بھی جماعت اہل حدیث کے افراد پوری سرگرمی سے اسلام کی اشاعت، توحید و سنت کے فروغ اور مسلک اہل حدیث کے احیاء کے لئے مصروف عمل ہیں۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جماعت اہل حدیث نے آزادی ہند، تحریک ختم نبوت، اور دیگر بہت سے ملکی و ملی کارناموں میں بڑھ چڑھ کر

حصہ لیا اور قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

ایک عرصے سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ برصغیر ہندو پاک کی جماعت اہل حدیث کی ایک جامع تاریخ ضبط تحریر میں لائی جائے۔ گزشتہ ایک سو سال کے دوران بڑے بڑے عالی قدر بزرگوں نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، شیخ احمد دہلوی، مولانا محمد جونا گڑھی اور مولانا ربیع احمد ندوی نے تاریخ اہل حدیث کے عنوان سے اپنی نگارشات قلم بند فرمائیں۔ لیکن تاریخ کی تدوین و ترتیب کا قرض جماعت پر باقی رہا جیسا کہ مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس کے ادارہ بحث الاسلامیہ کی سالانہ رپورٹ (جولائی ۲۰۰۶ء) میں کہا گیا:

برصغیر میں جماعت اہل حدیث کی تاریخ کی ترتیب ایک اہم اور ضروری علمی منصوبہ ہے اسے جماعت پر قرض سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ افسوس ہے کہ اس دقت جماعتی تاریخ کی بجائے افراد کی تاریخ کو مدون کرنے کا رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ جامعہ سلفیہ بنارس نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے جماعتی مدارس اور علمائے جماعت کی تصانیف کے موضوع پر نقش اول کے طور پر کچھ کام کیا ہے لیکن اسے دسعت کے ساتھ مکمل کرنے کی ضرورت ہے۔ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایسے بندے ضرور اٹھ کھڑے ہوں گے جو اس جماعتی خدمت کے لئے خود کو تیار کریں گے۔ (منقول از رپورٹ مذکور)

اللہ تعالیٰ نے یہ جماعتی قرض ادا کرنے کے لئے من حیث لایحسب کے زمرے سے اپنے بندے محمد سلیمان اظہر کو بہاء الدین کا روپ دے کر رب لما انزلت الی من خیر فقیر کا ورد سکھا کر دشت تنہائی میں کھڑا کر دیا۔ ڈاکٹر محمد بہاء الدین، بابائے تبلیغ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ کے صاحبزادہ گرامی قدر ہیں۔ مسلک اہل حدیث سے شیفتگی انہیں درشہ میں اپنے عالی قدر والد محترم مولانا گورداسپوری (جو کہ اپنی ذات میں انجمن، اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے تربیت یافتہ اور تاریخ اہل حدیث کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا تھا) سے ملی ہے۔ ڈاکٹر صاحب علمائے سلف اور اکابرین جماعت سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ تاریخ اہل حدیث سے انہیں کامل آگاہی ہے اور اس خطے میں وجود پانے

والی تحریکوں کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے ہیں۔ اپنے مذہب و مسلک کی کتابوں اور رجال کے بارے میں تو بہت کچھ جانتے ہی ہیں، اغیار کی کتب اور افکار و عقائد سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں۔

تحریک ختم نبوت، ان کے قلم کا علمی و تاریخی شاہکار ہے۔ اس میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں جماعت اہل حدیث کی ان خدمات اور سرگرمیوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو ۱۸۹۱ء تا ۱۹۱۲ء کے دورانیہ سے متعلق ہیں۔ اپنے موضوع پر یہ منفرد کتاب ہے، ہندوستان میں اس کی ۱۸ جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور پاکستان میں سترہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ جب کہ ماہنامہ محدث لاہور کی ویب سائٹ پر، نیز مجلہ خاتم النبیین کی ویب سائٹ پر اس کی تیس جلدیں آن لائن ہو چکی ہیں۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ ابھی مزید آگے بڑھے گا۔ یہ اتنا بڑا کام ہے کہ اس کتاب کی جلد ۱۸ مطبوعہ دہلی ۲۰۱۳ء کے مقدمے میں فضیلۃ الشیخ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی (ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) نے لکھا ہے:

بڑے خوش نصیب اور لائق مبارک باد ہیں وہ لوگ جو اس اہم ترین میدان میں کام کر رہے ہیں۔ خصوصاً اس کی تاریخ کی تدوین کے حوالے سے علماء اسلام کی قربانیوں کو منہ نہ شہود پر لا رہے ہیں اور اس سمت میں کسی بھی طرح کی قربانی اور سعی فرما رہے ہیں۔ خصوصاً عصر حاضر میں اس سلسلہ کی سب سے قد آور شخصیت علامہ ڈاکٹر بہاء الدین سلیمان بن بابا عبد اللہ کا کارنامہ عظیم ترین بھی ہے اور اہم ترین بھی۔ جو ہر ناسیہ سے فقید المثال اور عظیم الظہیر ہے اور یہ عمل، سر بلندی اور رفعت میں بھی بہت صفت ہے۔ ثقل و وزن اور عظمت و اہمیت کے لحاظ سے بھی کوہ ہمالہ کے ہم سر و ہم سایہ ہے۔ اس عظیم انسانی کارنامہ اور عمل جلیل و جمیل کے پس پردہ ہمالیائی اور کوہ پیکر عزم و یقین اور سعی و عمل ہے جو سب پر بھاری اور سب سے سر بلند ہے۔

اس پر جس قدر بھی اس پیر جواں مرد کی تعریف کی جائے اور اس پر جتنی مبارکبادی جائے اور اس کے حق میں جتنی دعائیں کی جائیں، کم ہیں۔

اور علامہ ابن احمد نقوی، تاریخ اہل حدیث جلد

چشم طبع دہلی کے مقدمے میں تحریک ختم نبوت کے تعلق سے لکھتے ہیں: وہ جو کہتے ہیں کہ مردے از غیب بروں آید و کارے بکنند۔ برطانیہ میں علامہ ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ نے تحریک ختم نبوت کی ترتیب و تالیف کا تاریخی کارنامہ انجام دیا۔ قادیانیت کے خلاف جماعت اہل حدیث نے جو خدمات جلیلہ انجام دی ہیں وہ ہماری جماعتی اور مسلکی تاریخ کا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ علامہ محمد حسین بٹالوی اور شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہما اللہ نے آغاز سے انجام تک اس شجر خبیثہ کی بنیاد کے لئے کام کیا، بلکہ بقول شخصے سر دھڑ کی بازی لگادی اور بالآخر اسے اکھاڑ پھینکا۔ یہ طویل داستان جس شرح و بسط، تاریخی و دستاویزی حوالوں اور شواہد کے ساتھ ڈاکٹر محمد بہاء الدین نے بیان کی ہے، وہ ایک قاموسی کارنامہ ہے۔ اتنا بڑا کام انہوں نے کر دیا ہے کہ آئندہ نسلیں اس پر حیرت بھی کریں گی اور فخر بھی۔

ڈاکٹر محمد بہاء الدین، عمر عزیز کی ۶۵ سے اوپر سنز نہیں طے کر چکے ہیں۔ اس عمر میں آدمی آرام کا طالب ہوتا ہے لیکن ہمارے مدوح ڈاکٹر صاحب نہایت عزم و ہمت سے اپنے تصنیفی کام میں مصروف ہیں۔ ان کے رواں اور پر بہار قلم کی دوسری کڑی تاریخ اہل حدیث کو ضبط تحریر میں لانا ہے۔

تاریخ اہل حدیث کی اہمیت و افادیت پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے بنجیدگی سے توجہ کی اور اس کام کے لئے مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی برطانیہ گئے اور انہوں نے ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اس اہم کام اور ذمہ داری پر راضی کیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب تاریخ اہل حدیث جلد اول کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

جناب اصغر علی امام مہدی اپنے تبلیغی تحریکی تنظیمی اسفار کے باعث جہان گشت بن چکے ہیں۔ چند ماہ قبل وہ برطانیہ تشریف لائے تو جناب شیر خان جمیل احمد عمری کی مدد سے انہوں نے ہیڈرین وال کے عقب میں چھپے ہوئے اس فقیر بے نوا کو ڈھونڈ نکالا۔ جمعیت اہل حدیث ہند جیسی بڑی تنظیم کے ناظم اعلیٰ کا ہزاروں میل کا سفر کر کے میرے غریب خانہ پر پہنچ جانا، پیادے کے گھر سالار کی تشریف آوری سے کسی طرح کم نہ تھا۔ میں اپنی خوبی

قسمت پر ناز کر رہی رہا تھا کہ مجھے ایک ڈسٹرکٹ کے افسانوی ماحول میں لے جا کر انہوں نے یہ بتانا شروع کر دیا کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کو قائم ہوئے ایک سو سال ہو رہا ہے، لیکن ابھی تک تاریخ اہل حدیث مرتب نہیں ہو سکی۔ اس لئے آپ اپنے دیگر کام مؤخر کر کے جماعت کا یہ قرض چکا دیجئے، اور جمعیت اہل حدیث ہند کو اس کے حقوق دے کر ہمیں اس کی اشاعت کا شرف دے دیجئے۔ (تاریخ اہل حدیث جلد اول، ص ۳۳-۳۴)

یوں مولانا اصغر علی امام مہدی السلفی حفظہ اللہ کی تحریک و تشویق سے یہ مرحلہ طے ہوا۔

ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے جب تاریخ اہل حدیث پر لکھنا شروع کیا تو ان کا اٹھب قلم چوکڑیاں بھرنے لگا۔ اس کتاب کی پہلی جلد جو دہلی سے ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی ۶۷۵ صفحات پر مشتمل ہے (جب کہ پاکستانی ایڈیشن ۷۴۱ صفحات پر محیط ہے) اور تعارفی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں حدیث کے لغوی و اصطلاحی معنی، عہد صحابہ میں عمل بالجہد، عہد تابعین میں عمل بالجہد، عمل بالجہد کا ہر دور میں وجود، اہل حدیث کی تعریف، اہل حدیث اور وہابی، لفظ وہابی کی تاریخ، ماضی اور حال کے اہل حدیث، شاہ جیلان کا مسلک، برصغیر ہند کے اہل حدیث، اہل حدیث کے عقاید، مقام صحابہ، شرک کی اقسام، بدعت حسنہ، تقویۃ الایمان (تخصیص) رفع الیدین، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام، طلاق ثلاثہ، سینے پر ہاتھ باندھنا، اور دیگر بہت سے اہم عنوانات پر گفتگو کی گئی ہے۔ نیز اس جلد میں حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کی تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین مع اردو ترجمہ اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی ہدایۃ المستندی فی القرآۃ للمقتدی بھی نقل کر دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت صاحب الولایت مولانا ولایت علی صاوقوری کے فارسی رسالے عمل بالجہد کو مع اردو ترجمہ نقل کیا کر دیا گیا ہے۔

اس جلد میں دین خالص کا تعارف، قرآن و حدیث کی اولیت و اہمیت، سلفیت کا مفہوم اور بعض سلفی اکابر کے حالات (بعض کے اجمالاً اور بعض کے تفصیلاً) بیان کر دیئے ہیں۔ تاریخ اہل حدیث میں نادر و نایاب تحریریں بھی شامل کر دی گئی ہیں۔ ان سے قارئین گاہے



قانون المساجد کو نقل کیا گیا ہے۔ یہ وہ کتب و رسائل ہیں جن میں توحید و سنت کا اثبات اور شرک و بدعت کی تکفیر کرتے ہوئے اہل حدیث کی دعوت کو پیش کیا گیا ہے۔ پھر اس جلد میں برصغیر ہند کے بعض عظیم رجال اہل حدیث کا تذکرہ اور ان کی خدمات بیان کی گئی ہیں جو انہوں نے اس خطے میں عمل بالحدیث کی تحریک کو پروان چڑھانے میں انجام دی ہیں۔

تاریخ اہل حدیث کی اس جلد میں ڈاکٹر صاحب نے برصغیر کے مختلف بلاد و احصار میں عمل بالحدیث کی ترویج میں اہل حدیث کی مساعی کی تفصیلات دی ہیں۔ ان علاقوں میں مدراس، مبارک پور، میوات، مونا تھ، جھنجھ، حیراج پور، بنگال، سندھ، ملتان، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، کشمیر، بلتستان، سیکو ڈی ضلع پٹنہ، جع ضلع گجرات، کوئلہ آئمہ، جہلم، میان ضلع جہلم، مغل سرائے، ایل چپور (برار)، راجستھان، ساہیوالہ ضلع گوداری، سہلی ضلع پٹنہ، فتح گڑھ چوڑیاں، بردوان ضلع بلیسا، بستی، ملتان، سیالکوٹ گوجرانوالہ وغیرہ شامل ہیں۔

اس جلد میں ڈاکٹر صاحب نے برصغیر ہند میں انیسویں صدی میں دوسرے مکاتب فکر کے علماء سے اہل حدیث علماء کے چند مناظروں کی روداد بھی نقل کی ہے۔ ان میں سید الطائفہ حضرت شیخ الکل سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کا جامع مسجد دہلی میں مولوی محمد فصیح غازی پوری سے ہونے والا مناظرہ، لدھیانہ کے بعض حنفی بزرگوں سے کاٹھ گڑھ میں ہونے والا شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بنالوی کا مناظرہ، اور اخبار مشیر قصیر لکھنؤ کے حنفی ایڈیٹر سے ۱۸۸۳ء میں ہونے والا مولانا محمد حسین بنالوی کا تحریری مناظرہ قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے دہلی والا مناظرہ الحیاء بعد الممات سے نقل کیا ہے اور کاٹھ گڑھ میں ہونے والا مناظرہ مولانا عبدالحی فرنگی علی کے فتاویٰ سے نقل کیا ہے۔ اور ایڈیٹر مشیر قصیر سے ہونے والا مناظرہ ماہنامہ اشاعت السنہ سے نقل کیا ہے۔

مزید براں ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے بعض مقدمات کی کاروائی اور فیصلے بھی درج کئے ہیں جن سے مسلک اہل حدیث کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔ ان مقدمات میں گریڈیہ (بہار) مقہرہ، وہرہ دون، سینا مڑھی، آرہ ضلع شاہ آباد، الہ آباد، پھولہہ درہنگہ،

شاہ محمد اسحاق دہلوی، شاہ محمد اسماعیل دہلوی شامل ہیں۔ انھیں جعل المسلمین کالمجر مین ما لکم کیف تحکمون ○ ام لکم کتاب فیہ تد رسون کے تحت تکفیری ہم، باب تاویل اور کتب حدیث میں احناف کی طرف سے تحریف کے مجرمانہ فعل کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ جماعت اہل حدیث نے ہند میں مسلک اہل حدیث کی نفاذ ثانیہ کے لئے احناف سے جو مباحثے اور مناظرے کئے اس کی بھی اچھی خاصی تفصیل اس کتاب میں آگئی ہے اور اس پر ڈاکٹر صاحب نے کم من فتنہ قلیلة غلبت فتنہ کثیرة باذن اللہ کا عنوان قائم کیا ہے۔ اقلیم ہند میں جماعت اہل حدیث پر بہت سے جھوٹے مقدمات بنائے گئے تھے اور مختلف طریقوں سے اس جماعت کے افراد کو پریشان کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس سے متعلق ڈاکٹر صاحب نے ۲۰ کے قریب معروف مقدمات کا ذکر کیا ہے اور بعض مقدمات کے فیصلوں کا انگریزی متن بھی دے دیا ہے۔

ان مباحث و مقدمات کے علاوہ اس جلد میں فقہی مذاہب، اس خطے میں فتنہ حنفی کی ترویج کے اسباب فقہی جمود اور تقلیدی غلو، آٹھویں صدی کی تحریک عمل بالحدیث، اس ضمن میں جبر و تشدد اور اخراج عن المساجد، اشتہار مسائل عشرہ اور ادلہ کاملہ مباحث فرید کوٹ سے متعلق غلط بیانی وغیرہ کے عنوانات قائم کر کے تاریخی حقائق صحیح حوالہ جات کی روشنی میں پیش کئے ہیں۔ اس جلد کے مطالعہ سے تحریک عمل بالحدیث، کا خوب صورت پہلو نظر کر سائے آتا ہے۔

تاریخ اہل حدیث کی جلد سوئم کا دہلی ایڈیشن جو ۲۰۰۹ء میں نکلا ۸۰۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت ڈاکٹر صاحب نے شیخ محمد حیات سندھی کی الایقان علی سبب الاختلاف، شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحفۃ اللوحین، شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی کی ایضاح الحق الصریح، سید احمد خان دہلوی ثم علی گڑھی کی راہ سنت در رد بدعت اور کلمۃ الحق، مولانا خرم علی بلہوری کی نصیحة المسلمین، سرسید احمد خان اور نواب محسن الملک مہدی علی خان کے مابین ہونے والی خط و کتابت، مکاتیب الخلائ، بھی نقل کر دی گئی ہیں۔ سید اقتدار احمد سہوانی کی آیات القرآن فی بعض مسائل تقویۃ الایمان، حافظ محمد عبداللہ کی

گا ہے باز خواں این قصہ پارینہ کا لطف اٹھا سکتے ہیں، اور وہ لوگ جو جماعت اہل حدیث سے متعارف ہونا چاہتے ہوں وہ اس جلد کے مطالعہ سے اس کے بنیادی عقاید اعمال و تاریخ اور خدمات سے واقفیت حاصل کر سکیں گے۔ بلاشبہ اس جلد میں سلفیت سے متعلق ہر پہلو کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جماعت اہل حدیث سے متعلق یہ ایک اہم تاریخی دستاویز ہے جسے پوری تحقیق سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔

تاریخ اہل حدیث کی جلد دوم کا دہلی ایڈیشن جو ۲۰۰۸ء میں نکلا ۶۵۶ صفحات (اور پاکستانی ایڈیشن ۷۶۶) پر مشتمل ہے۔ اس کے شروع میں مختلف اصحاب علم و فضل کے تاثرات ہیں اور محترم ڈاکٹر صاحب کا نہایت پر مغز اور جامع پیش لفظ ہے جس میں تاریخ اہل حدیث کے بعض گوشوں کو اشارۃ بیان کیا گیا ہے۔ اس جلد کے مطالعہ سے یہ بھی انکشاف ہوتا ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب لطیف ادبی ذوق کے حامل ہیں اور انہوں نے تاریخ کے خشک موضوع کو اپنے شگفتہ سلیس اور بہار قلم اور اردو زبان و ادب کی خوبصورتی سے پر لطف بنا دیا ہے۔ اس جلد کے بعض ابواب پر ڈاکٹر صاحب نے قرآنی آیات اور عربی محاورات سے عنوانات پاندھ کر اپنے نفس ادبی ذوق کی عکاسی کی ہے۔

اس جلد میں برصغیر میں اسلام کی آمد، اور اس خطے میں آنے والے اولین اہل حدیث حضرات کی تفصیل دی گئی ہے۔ ظلمات بعضہا فوق بعض، کے تحت اس خطے میں فقہی جمود، ارکان اسلام پر ہندی فقہاء کی مشق ستم، عاقلی زندگی پر ہندی فقہاء کی نظر کرم، اور فقہاء ہند کی قرآن و حدیث سے بے اعتنائی کو احاطہ تسوید میں لایا گیا ہے۔ مصابیح اللیل کا عنوان دے کر ایسے علماء آئمہ اور شیوخ کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے ہند کے ظلمت کدہ میں توحید و سنت کی ضیا پاشیاں کیں اور لوگوں کو اسلام کی سچی تعلیم سے آشنا کیا۔ ان بزرگوں میں امام حسن صنعانی، خواجہ نظام الدین اولیاء، شیخ شمس الدین ترک، شیخ احمد بن یحییٰ مزیری، شیخ محمد طاہر پٹنی، شیخ عبدالحق محدث۔ شیخ احمد سرہندی، مرزا مظہر جان جاناں، میر مرتضیٰ داعظ، شیخ ابوالحسن سندھی کبیر، شیخ محمد معین سندھی، شیخ محمد حیات سندھی، شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ عبدالعزیز دہلوی و اخوانہ،

## طب و صحت

### کھجور کے فوائد

جناب حکیم محمد عبداللہ (عادل علی)

قرآن مجید میں کھجور کا ذکر صرف رطب اور نخل کی صورت میں آیا ہے جب کہ احادیث میں یہ آٹھ ناموں سے موسوم ہے۔ کھجور کو پانی میں بھگو کر اس کا عرق یا شربت نیز کھلاتا ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کو کھجور بہت پسند تھی۔ حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ کھجوروں کے ساتھ تربوز کھاتے تھے۔

ابوداؤد نے اضافہ کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں کھجور کی گرمی کو تربوز کی ٹھنڈک سے برابر کر لیتا ہوں یا تربوز کی ٹھنڈک کھجور کی گرمی سے زائل ہو جاتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس گھر میں کھجور ہو، وہ گھر والے کبھی بھوکے نہ رہیں گے۔“ (مسلم)

نبی ﷺ کھجور کو رات بھگو کر اس کا پانی استعمال کرتے تھے۔ ابواسیدؓ کی دعوت ولیمہ میں یہی پانی آپ نے بڑے شوق سے پیا۔ جب کہ ایک صحابی نے جب آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور عمرؓ کی اپنے باغ میں دعوت کی تو ان سے کہا کہ تم نے تو پکی ہوئی کھجوروں کو بھگویا ہے، ہمیں زیادہ پسند ہوگا اگر پکی ہوئی کھجور کے ساتھ نیم پختہ (بسر، رطب) کھجوریں بھی ملا کر ان کا پانی ہمیں پلایا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور کی ٹینڈ میں بھی توانائی کے ساتھ ساتھ فرحت پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

یہ پانی جسم کی غلیظ رطوبتوں کو خشک کرتا ہے، معدہ کو تقویت دیتا ہے، منہ کے زخموں کو مندمل کرتا ہے۔ خاص طور پر مسوڑھوں کی سوزش میں مفید ہے۔

پھلوں میں کھجور ممتاز حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ یہ جسم کے ہر حصے کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے سببیں زیادہ موثر ہے۔ جب کہ دوسرے ذرائع بتاتے ہیں کہ کھجور کے ذیلی اثرات کو دور کرنے کے لئے اس کے ساتھ بادام اور خشخاش کا استعمال زیادہ مفید رہتا ہے۔

### اطباء قدیم کے مشاہدات

کھجور کے درخت کو چیت میسا کہ (مارچ، اپریل) میں پھول لگتے ہیں۔ بھادوں اور اسوج (اگست، ستمبر) میں پھل پک کر تیار ہوتا ہے۔ اس کے بیڑ سے ایک قسم کا گوند نکلتا ہے جو بیرونی چوٹوں کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اس کے درخت کے تنے میں گھاؤ لگائیں تو ایک میٹھا اور خوشبودار رس نکلتا ہے۔ تازہ پینیں تو بڑا لذیذ ہوتا ہے مگر ایک دن گزرنے کے بعد اس میں خیر اٹھ جاتا ہے اور نشہ آور بن جاتا ہے۔

### کھجور کے فوائد

☆ کھجور خون پیدا کرتی ہے اور جلد ہضم ہوتی ہے۔

☆ قوت باہ کو مضبوط کرتی ہے۔

☆ مقوی جگر و معدہ ہے، بدن کو فربہ کرتی ہے۔

☆ فالج، لقوہ اور امراض بارہ میں بے حد مفید ہے۔

☆ جلی ہوئی کھجور زخموں سے خون بہنے کو روکتی ہے اور زخم جلدی بھرتی ہے۔ خشک کھجور کو جلا کر راکھ بنا لیتے ہیں اور بوقت ضرورت استعمال میں لاتے ہیں۔

☆ کھجور کا تازہ پھل سل و دق کے لئے مفید ہوتا ہے۔

☆ کھجور کو رگڑ کر استعمال کرنے سے دست آنا بند ہو جاتے ہیں۔

☆ کھجور گردے اور کمر کو طاقت دیتی ہے اور ریاح، درم کو تحلیل کرتی ہے۔

☆ بادی بلغم کو چھانٹتی ہے۔

☆ خشک کھانسی اور دسے میں کھجور کا استعمال انتہائی مفید ہوتا ہے۔

☆ گیس کے مریض صبح ناشتے میں تین سے گیارہ دانے کھجور کھا کر پانی، دودھ یا پھر چائے پینیں تو اس مرض سے نجات مل جاتی ہے۔

☆ اگر دبلے پتلے لوگ چاہیں کہ موٹے ہو جائیں تو روزانہ ایک پاؤ کھجور پندرہ روز تک کھا کر بعد میں دودھ پینیں، یقیناً صحت مند ہو جائیں گے۔

☆ کھانسی، بخار اور تپش میں کھجور کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

☆ یہ قبض کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ پیشاب آور بھی ہے۔

☆ کھجور کے درخت کا گوند بیرونی چوٹوں کے لئے مفید ہوتا ہے۔

☆ گردوں، مثانہ، پتہ، آنتوں میں قولنجی درروں کو روکنے کے لئے کھجور کا متواتر استعمال انتہائی مفید ہوتا ہے۔

☆ اگر کھجور کو نہار منہ کھایا جائے تو یہ پیٹ کے کیرے مارتی ہے۔

☆ کھجور کے پھول معدے کو طاقت دیتے ہیں، قبض پیدا کرتے ہیں، دست بند کرتے ہیں، خون تھوکنے اور خون آنے میں مفید ہیں۔

☆ کھجور کھانے سے بلغم نکلتا ہے اور طبیعت ہلکی ہو جاتی ہے۔

**احتیاط:** کھجور کا زیادہ کھانا مضر ہوتا ہے، جگر اور تلی میں سدہ پیدا کرتا ہے اور خون کو جلاتی ہے، اس لئے بہتر ہے کہ اس نعمت خداوندی کو مناسب مقدار کے مطابق ہی کھایا جائے۔

☆☆☆☆☆

### صوبائی قائدین کی ڈسٹرکٹ فیصل آباد میں مولانا یوسف پسروری سے ملاقات

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے قائدین مولانا محمد نعیم بٹ (سرپرست اعلیٰ) پروفیسر حافظ عبدالستار حامد (امیر)، مولانا عبدالرشید مجازی، امیر ضلع فیصل آباد، ڈاکٹر طارق عباس چوہدری، ناظم ضلع فیصل آباد، مولانا میاں محمود عباس ناظم پنجاب، صوبائی ناظم نشر و اشاعت مولانا محمد ابراہیم ظہیر، امیر ضلع گوجرانوالہ قاری محمد حنیف ربانی، امیر سنی گوجرانوالہ مولانا پروفیسر قاری سعید کلیدری، ناظم سنی مولانا صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف، سنی ناظم تعلیمات مولانا امتیاز محمدی اور صدر اہلحدیث یوتھ فورس ضلع گوجرانوالہ حافظ محمد یحییٰ اور ان کے والد محترم ایک روزہ ہنگامی دورے پر فیصل آباد پہنچے۔ صوبائی اور ضلعی دشہری قائدین نے ڈسٹرکٹ جیل میں امیر مولانا محمد یوسف پسروری صاحب سے ملاقات کی اور انہیں امیر مرکزی علامہ پروفیسر ساجد میر اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کی طرف سے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ جبکہ صوبائی کابینہ کے رکن ہونے کی حیثیت میں صوبائی لٹم کی طرف سے بھی انہیں ہر طرح کی قانونی و اخلاقی مدد کا وعدہ کیا۔ صوبائی قائدین نے مولانا کی گرفتاری کے بعد کی صورتحال سے بھی انہیں آگاہ کیا۔ جس پر مولانا یوسف پسروری نے انتہائی اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے علم ہو چکا ہے اور میں اپنے قائدین کے اس جذبے پر ان کا مشکور بھی ہوں اور اس بات کی یقین دہانی بھی کروا رہا ہوں کہ میرا جینا مرنا مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ساتھ ہے اور یہ امیری سرے جذبہ تبلیغ میں کوئی کمی نہیں کر سکتی۔

مخائب: عبدالغفار قرناظ ناظم اطلاعات سنی گوجرانوالہ



میں ہونے والی کانفرنس کی دعوت دی۔ حافظ فضل افضل شیخ جنرل سیکرٹری اہل حدیث یوٹھ فورس پاکستان نے کہا کہ میرے لئے یہ خوشی کی بات ہے کہ آج میں نارووال میں جماعت کے فیصلے کے مطابق عبدالوہید بٹ کو سینئر نائب صدر اہل حدیث یوٹھ فورس پاکستان نامزد کرنے کا اعلان کر رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ پہلے سے بڑھ کر جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لیں گے۔

اجلاس کے اختتام پر قائدین کو جلوس کی صورت میں پریس کلب پہنچایا گیا۔ جہاں شہر بھر کے اخباری والیکٹر وکس میڈیا کے نمائندے موجود تھے۔ قائدین نے جماعتی پالیسی اور ملکی حالات پر مفصل گفتگو فرمائی۔ پریس کانفرنس کی کوریج اگلے دن قومی اخبارات میں تفصیل کے ساتھ شائع ہوئی۔

○○○○○

## منزل کی تمنا ہے تو کرجہ مسلسل..... خیرات میں بچہ دوستار نہیں ملے

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی و صوبائی وفد کا دورہ نارووال

کیلئے ہمیں گلگی کو چوک چڑھنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ جب تم لوگ اپنی جماعت کیلئے ہر قربانی دینے کا پختہ ارادہ کر لو گے تو پھر تمہیں دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔

مولانا مفتی کفایت اللہ شاکر صاحب نے اپنی گفتگو میں جماعت کے اکابرین اور اسلاف کا خوبصورت انداز میں ذکر کیا کہ آج جماعتی قیادت کی وجہ سے جماعت کی پارلیمنٹ کے ہر فورم پر نمائندگی موجود ہے۔ جماعت کی عزت اور وقار میں پہلے سے کہیں بڑھ کر اضافہ ہوا ہے انہوں نے 10 اپریل کو گوجرانوالہ

8 جنوری 2014ء بروز بدھ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا مرکزی و صوبائی و سینئر نائب ناظم اعلیٰ پاکستان جناب مولانا محمد نعیم بٹ صاحب کی قیادت میں نارووال تنظیمی دورہ پر پہنچا۔ وفد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے امیر جناب پروفیسر عبدالستار حامد، جناب میاں محمود عباس ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب، حافظ محمد یونس آزاد نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان شامل تھے۔

ضلعی و تحصیل جماعتوں کے ذمہ داران نے ضلعی امیر حضرت مولانا حافظ عبدالجبار بٹ کی قیادت میں وفد کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ مسجد کال قائدین کی آمد سے قبل ہی جماعتی ساتھیوں سے بھر چکا تھا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ نقابت کے فرائض ضلعی صدر عبدالوہید بٹ نے سرانجام دیئے۔ امیر ضلع نے قائدین کو نارووال آمد پر خوش آمدید کہا۔

حضرت مولانا محمد نعیم بٹ نے کہا کہ بعض لوگ حرم میں عبادت کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں اور بعض رنج الاول کو میلا و منا کر جنت کے وارث بننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن مسلک اہل حدیث ایک ایسا مسلک ہے جو ہمہ وقت قرآن و سنت پر چلنے کی دعوت دیتا ہے اور یہ مسلک خود ساختہ نہیں، بلکہ عرش سے آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضلع نارووال کی طرف سے ہمیں ہمیشہ تحفظی ہوا آئی ہے اور جب بھی جماعت نے کوئی حکم دیا تو آپ لوگوں نے کبھی مایوس نہیں کیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ پہلے سے بڑھ کر جماعتی کاموں میں حصہ لیں گے۔

امیر پنجاب پروفیسر عبدالستار حامد نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں دین کی خدمت کیلئے منتخب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان میں سلفیوں کی سب سے پرانا جماعت ہے۔ ہمارا آپ کی جماعت ہی اہل حدیث کی نمائندہ جماعت ہے۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ پیغامی وی دی تھیں ہے جو پوری دنیا میں قرآن و سنت کی روشنی پھیلا رہا ہے۔

ان کے بعد ناظم پنجاب میاں محمود عباس نے انتہائی کامیاب پروگرام کرنے پر ضلعی جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کا دوسرا نام مسلک احمدیہ ہے۔ اس بنیاد کی چودہ سو سال پہلے نبی کا ناسخ تالیف کرنے کی بھی آپ کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قیادت فراہم کی ہے جو دین اور دنیا دونوں کو بخوبی جانتی ہے۔

حضرت مولانا محمد یونس آزاد نے اپنی گفتگو میں فرمایا کہ الحمدیہ اس بات کا ہر مقام پر برملا اظہار کرتے ہیں کہ ہم اہل حق ہیں، اس سلسلہ میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے اور اس

### ایک مظلوم مصلح حافظ عبدالجبار شاکر

حافظ عبدالجبار شاکر 1976ء میں قلعہ کاروالہ کے قریبی گاؤں موادگر پورہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم محمد یوسف مرحوم ایک دینی ذہن رکھنے والے آدمی تھے۔ چنانچہ میٹرک پاس کرنے کے بعد آپ کے والد محترم نے عظیم درس گاہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل کرادیا۔ جامعہ سلفیہ میں سات سالہ درس نظامی کے طویل عرصہ تعلیمی میں حافظ صاحب نے مختلف مشائخ اور کبار علماء کرام سے استفادہ کیا۔ حافظ صاحب زمانہ طالب علمی میں ہی بہترین مقرر مشہور ہوئے اور اساتذہ کرام کے منظور نظر ٹھہرے۔ جامعہ سلفیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بھی آپ کی علمی تشنگی پوری نہ ہوئی، چنانچہ حافظ صاحب نے عالم اسلام کی سب سے ممتاز دینی درس گاہ ”جامعہ اسلامیہ“ المعروف مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب میں حصول علم کے لئے داخلہ لیا۔ مدینہ قلیل ترین عرصہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ 1996ء سے لے کر 2002ء تک مدینہ یونیورسٹی میں ”قرآن و حدیث“ کا علم کرنے اور عالمی سطح کے شیوخ سے استفادہ کرنے کے بعد آپ وطن عزیز تشریف لے آئے۔

وطن واپسی پر آپ نے اپنے آبائی قصبہ قلعہ کاروالا میں خطبہ جمعہ دینا شروع کیا۔ 2005ء میں آپ اپنے دعوتی پروگرام کے سلسلے میں شہر اقبال سیالکوٹ میں تشریف لائے۔ یہاں لوگوں کے اصرار پر آپ نے مستقل طور پر جامع مسجد الحمدیہ المعروف دینار والی مسجد واقع ایمن آباد روڈ میں خطبہ جمعہ کا آغاز فرمایا۔ محترم حافظ عبدالجبار شاکر گزشتہ آٹھ سال سے سیالکوٹ اور اس کے گرد و نواح میں اللہ پاک کی توحید کا پرچار، سنت رسول پاک ﷺ کی پیروی اور صحابہ کرام سے محبت کا درس دے رہے تھے۔ سیالکوٹ، پسرور، ڈسکہ، نارووال، سمبوال، گوجرانوالہ، لاہور بلکہ ملک کے اکثر شہروں میں دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں محترم حافظ صاحب نے درس اور خطبات ارشاد فرمائے، جو جوانوں کی کثیر تعداد حافظ صاحب کی تبلیغ سے متاثر ہو کر دین اسلام پر عمل پیرا ہو کر مثالی مسلمان بن چکے ہیں۔ آپ نے اپنے دروس اور خطبات میں کبھی دوسرے مسلک اور شخصیات پر تنقید کا نشانہ نہیں چلایا۔ آپ وطن عزیز پاکستان میں کسی قسم کے فتنہ اور انتشار کے حق میں نہیں ہیں۔ آپ نے ہمیشہ رواداری کا مظاہرہ کیا اور انتہائی مدلل انداز میں قرآن و سنت کی دعوت کو حکمت بالغہ کے ساتھ پیش کیا۔ آپ اپنی خدا وادہ صحبتوں کے بدولت ملک کے بہترین خطیب اور واعظ کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ محترم حافظ عبدالجبار شاکر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی رہنما اور امن کے داعی ہیں۔

آپ کو اور آپ کے قریبی ساتھی حافظ محمد وقاص کو دن دیہاڑے 9 جنوری 2014ء سے پہر تقریباً 4:30 کے قریب حافظ وقاص کی ذاتی گاڑی سمیت اغواء کر لیا گیا۔ حافظ صاحب کی اس پراسرار گمشدگی نے آپ کے ارواح مندوں اور عقیدت مندوں کو بہت بے چین اور پریشان کر دیا ہے۔ دونوں حفاظت کے اہل خانہ اور بچوں اور اعزہ و اقارب میں انتہائی اضطراب اور پریشانی پائی جاتی ہے۔ ابھی تک انتظامیہ اور پولیس کی طرف سے کوئی تسلی بخش کوشش سامنے نہیں آ رہی اور نہ ہی ان کے گھر والوں کو اعتماد میں لیا جا رہا ہے۔ شہر سیالکوٹ کی فضا حافظ صاحب کی گمشدگی پر سوگوار ہے۔ ابھی تک صورتحال تشویش ناک اور غیر واضح ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اللہ رب العزت کے حضور دعا بھی فرمائیں کہ وہ کریم ذات اپنے کریم و فضل سے ایسے پیارے مبلغ اسلام کو اپنے ساتھی سمیت حفاظت سے اپنے اہل خانہ میں واپس لوٹا دے اور اپنی بساط کے مطابق حافظ صاحبین کی بازیابی کے لئے عملی کردار بھی ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حای و ناصر ہو۔ آمین!

## وفاق المدارس السلفیہ کا سالانہ اجلاس

آخر میں وفاق المدارس السلفیہ کے سالانہ انتخابات 2013 کے تمام مراحل میں اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ اور طالبات میں گراں قدر انعامات اور یادگاری شیلڈز پیش کی گئیں۔ اجلاس میں مدارس کے صدر و راء اور ناظمین کے علاوہ حافظ عبدالکریم صاحب ایم این اے، مولانا محمد یونس، مولانا عبدالرحمن لدھیانوی، ڈاکٹر عبدالغفور راشد، پروفیسر عبدالستار حامد، قاری محمد سعید کلیدی اور حاجی بشیر احمد نے بطور خاص شرکت کی۔

### قرارداد تعزیت

وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کا یہ عظیم الشان اجتماع پاکستان کے ممتاز علماء اور شیوخ الحدیث کے انتقال پر اپنے گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ خصوصاً ممتاز محقق مولانا حافظ زبیر علی زئی، نمونہ سلف شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف آف رجوال، جناب مولانا محمد جاوید روپڑی (رحمہم اللہ تعالیٰ) جو تمام دینی اور جماعتی حلقوں میں قابل احترام اور معروف تھے۔

یہ اجتماع ان کی دینی، تعلیمی، دعوتی، اصلاحی اور رفائی خدمات کا نہ صرف اعتراف کرتا ہے بلکہ زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ ان علماء کرام اور شیوخ الحدیث نے اپنے اپنے حلقوں میں شاندار روایات قائم کی ہیں اور دین کی سربلندی کے لیے کوشاں رہے ہیں۔

یہ اجتماع ان کی رحلت پر پسماندگان سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور تمام مرحومین کے لیے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے۔ بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

### قرارداد برائے استحکام پاکستان

وفاق المدارس السلفیہ کا یہ اجتماع پاکستان میں بڑھتی ہوئی بد امنی بے راہ روی، دہشت گردی پر اپنی گہری تشویش اور مذہبی جلوسوں کی آڑ میں قتل و غارت اور مذہبی منافرت پھیلانے پر اپنے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ پاکستان کو عدم استحکام کی طرف دھکیلنے والی قوتوں کی شدید مذمت کرتا ہے اور اس بات پر تعجب کا اظہار کرتا ہے کہ آئین اور قانون کی بالادستی کی بجائے پاکستان کو چند عناصر کے ہاتھوں پر غلام بنا دیا گیا۔

یہ اجتماع حکومت سے بھرپور مطالبہ کرتا ہے کہ استحکام پاکستان اور امن و امان کے لیے فوری ضروری اقدامات اٹھائے۔ بلا تفریق تمام مذہبی جلوسوں پر پابندی عائد کرے اور انہیں چار

فیصل آباد:۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی بد امنی بے راہ روی اور دہشت گردی کا دینی مدارس اور ان سے وابستہ لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔ دینی مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ اور پڑھنے والے طلبہ محبت و وطن شہری ہیں۔ پاکستانی معاشرے سے ان کا گہرا تعلق ہے۔ ملک کی ترقی اور معاشرے کی بہتری میں یہ فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کے صدر پروفیسر ساجد میر نے وفاق المدارس کے سالانہ اجلاس میں کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ کچھ ناپیدہ قوتیں قتل و غارت، دہشت گردی اور بد امنی کے لیے کوشاں ہیں۔ جنہیں بیرونی سرپرستی حاصل ہے۔ ان کو پکڑنے اور ان کی کاروائیوں کی روک تھام کرنے کی بجائے حکومت کے بدخواہ سارا الزام دینی مدارس کے سر تن پر دیتے ہیں۔ انہوں نے اس رویے کی شدید مذمت کی اور حکومت کو یقین دلایا کہ دینی مدارس پاکستان کے استحکام اور قیام امن کے لیے اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ اس سے قبل ناظم اعلیٰ وفاق المدارس چودھری محمد یونس ظفر نے بتایا کہ وفاق المدارس السلفیہ کے زیر اہتمام سینکڑوں مدارس پاکستان میں دینی تعلیم کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جس میں ہزاروں طلبہ مفت تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ وفاق المدارس کے فضلاء نہایت خاموشی کے ساتھ معاشرے کی اصلاح اور بہبود میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ انہوں نے حکومت کے امتیازی رویے اور تعصب پر افسوس کا اظہار کیا کہ جو وفاق المدارس کے فضلاء کو قومی کردار ادا کرنے کے مواقع نہیں دے رہے۔ ایک طرف حکومت مدارس کو قومی دھارے میں لانے کی بات کرتی ہے تو دوسری طرف ایجوکیشنل اساتذہ کی بھرتی میں انہیں حصہ لینے سے روکتی ہے۔

اجلاس میں مختلف قراردادیں بھی اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔ جن میں مولانا زبیر علی زئی، مولانا محمد یوسف رجوال، مولانا محمد جاوید روپڑی کی رحلت پر تعزیت کا اظہار کیا گیا اور ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اسی طرح استحکام پاکستان اور قیام امن کے لیے مذہبی جلوسوں پر پابندی اور انہیں چار دیواری تک محدود کرنے اور مذہبی منافرت پھیلانے والے لڑچکر اور رہنماؤں پر مستقل پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ اجلاس میں اس بات پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا کہ مساجد اور مدارس کی رجسٹریشن پر جو پابندی عائد کی گئی ہے اسے آسان اور سہل بنانے کا مطالبہ کیا گیا۔ اسی طرح ایجنسیوں کے ہاتھوں علماء کرام کو ہراساں کرنے اور انہیں مارنے پر پُر زور مذمت کی گئی۔

دیواری تک محدود کرے۔ مذہبی منافرت پھیلانے، رہنماؤں پر مستقل پابندی عائد کرے اور ایسا لڑچکر ضبط کرے جو منافرت پھیلانے کا باعث ہو اور ان تمام قوتوں کو لگ بھگ ڈالے جو ملک عزیز کو عدم استحکام کی طرف دھکیل رہے ہیں اور انہیں آئین اور قانون کے مطابق قرار دینی سزا دے۔

### قرارداد مذمت

وفاق المدارس السلفیہ کا یہ اجتماع دینی مدارس اور جامعات کے خلاف تعصب اور معاندانہ رویے کی شدید مذمت کرتے ہوئے پنجاب حکومت کی جانب سے ایجوکیشنل اساتذہ اور لیکچرار کی بھرتیوں پر وفاق المدارس کے فضلاء کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنے پر اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے۔

یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہے کہ وہ دینی مدارس کے خلاف تعصب اور معاندانہ رویے کو نہ صرف ختم کرے۔ بلکہ وفاق المدارس کے فضلاء کو برابری کی بنیاد پر وہ تمام حقوق دے جو ایم اے (ماسٹر ڈگری) کے حاملین کو حاصل ہیں۔ اور انہیں ایجوکیشنل اساتذہ اور لیکچرار کی بھرتیوں میں حصہ لینے کا پورا موقع دیا جائے۔ دینی مدارس کے فضلاء محبت و وطن شہری ہیں، انہیں بھی وہ تمام مراعات سے نوازا جائے جو دیگر تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے طلبہ کو دی جا رہی ہیں۔

### قرارداد برائے مساجد مدارس کی رجسٹریشن میں آسانی

وفاق المدارس السلفیہ کا یہ اجتماع مساجد اور دینی مدارس کی رجسٹریشن کو مشکل بلکہ ناممکن بنانے کی حکومتی کوشش پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ حال ہی میں پیش برانچ کی جانب سے جاری ہونے والے پر قار مابین غیر ضروری سوالات کی مذمت کرتا ہے۔ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ سابقہ طریقہ کار کو بحال کرے۔ مساجد اور مدارس کی رجسٹریشن سے حکومت ان مساجد اور مدارس کے قیام سے آگاہ ہوتی ہے۔ بصورت دیگر رجسٹریشن نہ ہونے سے حکومتی ریکارڈ میں ان کا اندراج نہیں ہوتا۔

اس لیے یہ اجتماع مفاد عامہ اور پاکستان کے مفاد میں مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد اور مدارس کی رجسٹریشن کو آسان بنایا جائے۔

### خطبہ جمعہ المبارک

مرکزی جمعیت و اہل حدیث ویوٹھ فورس کے زیر اہتمام 14 فروری کا خطبہ جمعہ المبارک جامع مسجد محمدی اہل حدیث فیروز ٹاؤن میں مولانا اللہ دتہ مجاہد (خطیب سرگودھا) نے جمعیت رسول اللہ ﷺ کے موضوع پر پڑھایا۔ جمعہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا اللہ دتہ مجاہد کے علم و عمل میں برکات نازل فرمائے۔ آمین!

مفت محمد امجد علی خان فیروز ٹاؤن (شعبہ پورہ)



# اخبار الجماعۃ

یونان میں ہندو نوجوان کا قبول اسلام

2 فروری، یونان:- مسیحی شیل رجنجی شرما ولد شیل رنجیت شرما (آف بنگلہ دیش) نے ہندو مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ تفصیلات کے مطابق یونان میں مقیم بنگلہ دیشی ہندو نوجوان نے امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث یونان علامہ حافظ محمد رضوان ساجد کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ حافظ محمد رضوان ساجد نے شیل رجنجی شرما کو کلمہ شہادت پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ بعد ازاں شیل رجنجی شرما کا اسلامی نام محمد عبداللہ رکھا گیا۔ نو مسلم محمد عبداللہ کے قبول اسلام کی تقریب جامع مسجد حسن بن علی حیرری ستیری میں ہوئی۔ جس میں نو مسلم محمد عبداللہ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ اس نے 6 ماہ تک اسلام کی تحقیق کی جس میں اس نے اسلام کو ایک عظیم اور سلامتی والا مذہب جانا ہے۔ مجھے اس بات پر سخت تعجب رہتا تھا کہ جن بتوں کو ہم خود اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہیں وہ کیسے ہمارے خدا ہو سکتے ہیں۔ بس اسی تعجب نے اسلام کی طرف راغب ہونے پر مجبور کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس سارے سلسلے میں چوہدری ارشد چوکھر اور میرے مسلم دوستوں نے میری بھرپور رہنمائی کی، اللہ سے دعا ہے کہ اللہ مجھے استقامت عطا فرمائے۔ نو مسلم محمد عبداللہ کے قبول اسلام کی اس تقریب میں سینئر نائب امیر جمعیت اہل حدیث یونان حافظ محمد اکرم، بھائی عبدالعزیز، عبدالحمید، سابقہ صدر اسلام فورم گریس عمران اللہ چوہدری، سینئر صحافی و اسکریپر سن عرفان تیمور کے علاوہ نو مسلم محمد عبداللہ کے دوست احباب اور کارکنان جمعیت اہلحدیث کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ محمد عبداللہ کے قبول اسلام کی خوشی میں امیر جمعیت اہل حدیث یونان علامہ حافظ محمد رضوان ساجد کی طرف سے حاضرین کے لیے بہترین ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔

اخبار تعزیت

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے رہنماؤں و اکثر محمد حسن، مولانا عبدالقادر عثمان، صوفی محمد دین عاجز، ملک محمد اسلم آزاد، محمد سرفراز حسن نے ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد طیب معاذ فیصل آباد کی ہمشیرہ کے انتقال پر اظہار تعزیت، دعائے مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔  
منجانب:- محمد سرفراز حسن گوجرہ

تحصیل جام پور کی جماعتی خبریں

صلی اہلاس: مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل جام پور کی شورٹی کابینہ و ذیلی یونٹوں کی تنظیمات کے عہدیداروں کا بھرپور اجلاس مورخہ 9 فروری بروز اتوار گیارہ بجے تا تین بجے دن بمقام جامع مسجد الانصار اہل حدیث محمد پور منعقد ہوا۔ جس کی صدارت تحصیل امیر جناب ملک راشد عمران اعوان نے فرمائی۔ جبکہ مہمان خصوصی امیر مولانا محمد یونس راہی تھے۔ اجلاس میں تحصیل جام پور کی تنظیمی و تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ مختلف یونٹوں کے ذمہ داران نے اپنے اپنے یونٹوں میں جماعتی کارکردگی پیش کی۔

مولانا محمد اسطیع ساجد نائب ناظم پنجاب، مولانا قاری محمد یحییٰ ساجد نائب امیر ضلع راجن پور، مولانا محمد لیاقت صدیقی امیر شعبہ تعمیرات مساجد، مولانا عبدالرحمان بلوچ نے اپنے اپنے خطاب میں تنظیم کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی۔ مولانا محمد یونس راہی امیر ضلع کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ بعد ازاں امیر تحصیل ملک راشد عمران کی طرف سے شرکاء اجلاس کیلئے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔

کوئلہ دیوان میں جلسہ: تحصیل جام کے مشہور قصبہ کوئلہ

دیوان میں مورخہ 12 فروری بروز بدھ عظیم الشان تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ تحصیل بھر سے احباب نے جلسہ میں شرکت کی۔ مولانا قاری سیف اللہ خالد چتر و گڑھی، مولانا محمد یحییٰ ساجد، مولانا محمد اسطیع ساجد، مولانا عبدالرحمان بلوچ، مولانا محمد لیاقت، مولانا قاری محمد یحییٰ یزدانی نے خطابات فرمائے۔

آخر میں ضلعی امیر مولانا محمد یونس راہی صاحب کی دعا پر کامیاب جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ کوئلہ دیوان کی جماعت کی طرف سے شرکاء جلسہ کیلئے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔

منجانب:- محمد حنیف عثمانی در فقاء جماعت کوئلہ دیوان

میرۃ النبی ﷺ کا نفرنس

17 فروری بروز سوموار بعد نماز عشاء جامع مسجد حسین اہل حدیث میں میرۃ النبی ﷺ پر وگرام منعقد ہوا۔ جس میں مولانا قاری محمد حنیف ربانی، مولانا اللہ دتہ چاہد و دیگر علمائے کرام نے خطابات فرمائے۔ پروگرام ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔  
منجانب:- مولانا محمد اسماعیل راشد فیروز ڈوٹواں (شیخوپورہ)

امام وقاری کے ضرورت مند متوجہ ہوں

ایک قاری قرآن آج کل فارغ ہیں۔ امامت و تدریس کیلئے کہیں ضرورت ہو تو جلد رجوع فرمائیں۔

قاری محمد عمر 0344-6919149

☆ ایک عدد پنجابی کے خطیب ان دنوں فارغ ہیں، صرف خطبہ کیلئے لاہور اور گرد و نواح سے احباب رابطہ فرمائیں۔

0311-4124301

ساجد محمد

عبدالرحمن

عبدالرزاق

منظور احمد

عبدالکرم

جامعہ رحمانیہ

45 سالہ

مؤرخہ

11 10

اپریل 2014

جمعات جمعہ

نماز ظہر سے لے کر خطبہ جمعہ تک

شاہد محمود

خطیب

11 اپریل

خطبہ جمعہ

دارالعلم رحمانیہ

ادارہ یاس فاروق آباد

0333-4278240

0334 4074008 0333 4122329



ممنهج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان



## انتقال پر ملال

عبدالستار کیست والے کا انتقال

جماعتی حلقوں میں یہ خبر یقیناً رنج و غم سے پڑھی جائے گی کہ شہدائے الہمدیث کے عظیم محبت اور علمائے الہمدیث کے خوش چیں جناب عبدالستار صاحب کیسٹوں والے سوموار 17 فروری کو فیصل آباد میں انتقال کر گئے۔ مرحوم گوجرانوالہ میں نچاچوک اردو بازار میں کیسٹوں کی دکان کرتے تھے۔ قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

منجانب: امجد فاروق یزدانی (امجد کیست ہاؤس والے)

قاری عبدالعزیز منگلر یو کو صدمہ

پچھلے دنوں قاری عبدالعزیز منگلر یو نائب صدر A.Y.F. وادی مہران سندھ کے والد محترم قضاے الہی سے وفات پا گئے۔ مرحوم دارالعلوم محمدیہ سیال آباد ضلع نوشہرہ فیروز کے مہتمم تھے، جملہ احباب ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔

● راقم الحروف کے بھانجے عبدالستار آف ملتان 11 فروری 2014ء کو وفات پا گئے۔ انا اللہ دانالہ راجعون۔

ان کی نماز جنازہ اگلے دن مولانا شیخ عبدالرحمن چیمہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں مقامی و بیرونی احباب سمیت کثیر تعداد میں علماء شریک ہوئے۔ مرحوم نہایت نیک اور علماء سے عقیدت رکھنے والی شخصیت تھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری خطاؤں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین!

دعا گو: شیخ مولانا ابو ذر محمد زکریا فیروز ڈوٹاں (شیخ پورہ)

## جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ (بایوس ہونا گناہ ہے۔)

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹائیک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

عرصہ 44 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر  
خود تیار کردہ  
دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

گولڈن

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

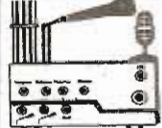
ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (ریجنڈ)

امپورٹڈ U.P.S

محلی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔  
یونٹ، مائیک ہارن سینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔0300-6430739  
055-4213430

چوک نیائیں نزد دسٹی کالج گوجرانوالہ



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل  
ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبر: 055-4212804, 4226706-0300-6430029

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت پر پرائیمر ایم اکرام مغل (ماہر مکنیک)

سپر سٹار  
ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر  
ایڈسٹائٹ سسٹم0333-8294645  
055-4237974  
0312-7343693ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔  
یونٹ، مائیک ہارن سینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah  
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیا ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے



پروپرائیٹر محمد عثمان

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سینڈ، U.P.S، کالم ٹائیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کو ایفائیڈ مکنیک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob: 0321-7432246  
Mob: 0334-7967107  
Ph: 055-4230167

نیائیں چوک نزد دسٹی کالج گوجرانوالہ

## مسلك اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل

سات اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مسلك اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل فورکٹرنگین خوبصورت مدلل سات اشتہارات کا درج ذیل مکمل سیٹ زیر تقسیم ہے۔

(1) کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟ (ایک سوال کی 10 شکلیں)

(3) اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام

(2) نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت

(4) نماز روزہ کے محمدی دائمی اوقات (5) اثبات رفع الیدین (6) سورہ فاتحہ خلف الامام (7) آمین بالجہر کا ثبوت

ملک کی تمام مساجد اہل حدیث کے تنظیمین اور دینی اداروں کے سربراہان مذکورہ بالا مکمل سیٹ منگوائیں اور فریم کروا کر اپنے اپنے زیر انتظام مساجد و مراکز میں نمایاں جگہ پر آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ بہترین اور مؤثر ذریعہ ہے۔ (رابطہ بذریعہ فون صبح 8 بجے سے 10 بجے تک)

نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا وعدہ آنا ضروری ہے۔ اس صورت میں ڈاک خرچ بھی ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

محمد یسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب پاکستان 0333-8556473

## مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی طرف سے عظیم پیشکش

صوبہ پنجاب کی ہر مسجد میں دینی لائبریری کے قیام کے لیے 50 ہزار روپے کی کتب صرف 20 ہزار روپے میں فراہم کی جائیں گی۔ جس میں صحاح ستہ مترجم، تفسیر ابن کثیر، فتح الباری مترجم، فتاویٰ علماء حدیث 14 جلد والا، فتاویٰ حصار یہ 7 جلد والا، فتاویٰ ثنائیہ، فتاویٰ اہل حدیث، فتاویٰ نذیریہ، مشکوٰۃ شریف مترجم تخریج البانی اور مزید سیکڑوں دینی اصلاحی علمی و تحقیقی کتب شامل ہیں۔ خود شریف لائیں اور اپنی پسند کی کتب کا انتخاب کریں تاکہ نوجوان نسل کے اندر دینی کتب کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو سکے اور جہالت دور ہو۔ یہ ایک نادر موقع ہے اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ لاہور آنے سے پہلے ٹائم بک کروائیں۔ ایک دن میں صرف ایک مسجد کو کتب فراہم کی جائیں گی۔

رابطہ عبداللطیف ربانی مدیر مکتبہ اصحاب الحدیث حافظہ پلازہ پہلی منزل دوکان نمبر 12 مچھلی منڈی بالمقابل جلال دین ہسپتال اردو بازار لاہور

042-37321823, 0301-4227379





مرکزی جمعیت احادیث تحصیل پسرور کے زیر اہتمام



18 مارچ 2014  
بہارِ نبوی  
بعد نماز عشاء  
فیضانِ اہل حدیث

محکم دلائل سے مزین  
محدثہ اخبار  
پانچویں سال  
بہارِ نبوی  
فیضانِ اہل حدیث

عبدالغفور

کفایت البیت

محمد خلیق خان

محمد نیر اعوان

محمد سلمان

حافظ محمد عثمان

محمد شریف

رفیقہ اکرم نسیم

عبدالرحمن

محمد صدیق

محمد اختر اعوان

مرکز احادیث فیصل کالونی پسرور

محمد یونس

محمد الیاس

منیر احمد

احمد علی

مطیع اللہ

سیف الرحمن

مزال الدین

7 مارچ 2014  
خطبہ جمعۃ الیوم  
محترمہ شیریہ قاری  
محمد اکرم زاہد  
بھٹوی  
گوجرانوالہ

منظور احمد  
محمد شریف  
محمد حسین  
محمد حسین  
محمد حسین  
محمد حسین  
محمد حسین  
محمد حسین

0321  
8618666

خطیب مرکز هذا

واہل حدیث یونہ فورس پسرور

بشیر احمد شاہ

اللہ اعلم



